عزّت مآب جناب سپیکر صاحب،

میں نے اُن تند ہواؤں میں جلائے ہیں چراغ
جن ہواؤں نے پلٹ دی ہیں بساطیں اکثر

جناب والا!

1- میں آپ کی اجازت سے، سال 15-2014 کا مالی گوشوارہ اِس معزّز ایوان کے سامنے پیش کرنے کا شرف حاصل کر رہا ہوں۔

2- جہاں تک مجھے یاد ہے، ہماری ریاست کی تاریخ قانون سازیہ میں ایسے موقعے صرف دو دفعہ آئے ہیں، جب ایک ہی حکومت نے ایک ہی قائدِ ایوان کی سربراہی میں اس معزّز ایوان میں، متواتر چھ بار بجٹ تجاویز پیش کی ہوں۔ ظاہر ہے کہ میں سال 1977 میں، آئینِ جموں وکشمیر میں کی گئی سولہویں ترمیم کے ذریعہ سے، قانون ساز اسمبلی کی مُدّت 5 برس سے بڑھا کر 6 برس کر دینے کے بعد آنے والے دور کا تذکرہ کر رہا ہوں۔ ایسا پہلا تاریخی واقعہ شیرِ کشمیر جناب شیخ محمد عبداللہ صاحب کی سربراہی میں انجام پایا۔ اس واقعہ کے کافی عرصہ بعد، ہمارے سینئر اور فہیم

سیاسی رہنما، اُس وقت کے وزیر اعلیٰ جناب ڈاکٹر فاروق عبداللہ صاحب کی سربراہی میں 6 سرکاری بجٹ متواتر طور پیش کیئے گئے۔

3- آج ایک بار پھر تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے جب ہمارے باہمت اور متحرک قائد جناب عمر عبداللہ صاحب کی سربراہی میں، موجودہ حکومت اس معزّز ایوان میں اپنا چھٹا بجٹ پیش کرنے جا رہی ہے۔ یہ محض ایک تاریخی اتفاق نہیں ہے۔ کسی بھی بالغ النظر سیاسی مبصر کو اس حسن اتفاق میں اور بھی بہت کچھ نظر آئے گا۔

4- میں اپنے آپ کو یگانۂ قسمت سمجھتا ہوں کہ میں اس یادگار لمحے کا ایک حصّہ ہوں۔ اپنی پوری انکساری کے باوجود، میں بجا طور پر فخر محسوس کرنے میں حق بجانب ہوں کہ جناب عمر عبداللہ صاحب کی بصیرت افروز رہنمائی میں، متواتر چھٹی بار سرکاری بجٹ پیش کرنے کی اہم ذمہ داری میرے حصّے میں آئی ہے۔

5- جناب والا! اس خصوصی موقعہ کا تقاضا ہے کہ اصل بجٹ پیش کرنے سے پہلے، میں اس معزّز ایوان کے قیمتی وقت کا تھوڑا سا حصہّ لینے کی جسارت کر کے گذشتہ 5 برسوں کے دوران حکومت کی بجٹ کارکردگی کا مختصر سا خاکہ پیش کروں، تاکہ معزّز ممبران اُن مالی اصلاحات کو روبہ عمل لانے میں حکومت کے لائحہ عمل میں ایک تسلسل محسوس کر سکیں، جو اصلاحات

ریاست اور یہاں کے عوام کی بہبودی پر دیرپا اثرات ڈالنے کے لئے وضع کی گئی تھیں۔ اسی طرح ریاستی معیشت کو نئی سمت عطا کرنے اور معاشی ترقی میں تیزی لانے کے لئے، سال بہ سال کی گئی میری کاوشوں اور تجاویز کے پس پردہ کارفرما حکمت کی سراہنا بھی معزز ممبران کرسکیں گے۔

6- 10 اگست 2009 کو اس معزّز ایوان میں پہلی ہی بجٹ تقریر کے دوران میں نے بھاری مالی ذمہ داریوں سے بھری ہوئی اُن دس گٹھریوں کی نشاندہی کی تھی جو مجھے وراثتاً ملی تھیں۔ J&K FRBM ACT کے تحت مقررہ حدود سے کافی باہر بڑھا ہوا مالی خسارہ، بارہویں مالی کمیشن ایوارڈ کی کچھ مدّات کے تحت دیئے گئے مالی فوائد کو گنوا دینے کا نقصان، منصوبہ جاتی مد سے لگ بھگ 1200 کروڑ روپے کے اخراجات کو غیر منصوبہ جاتی مد میں منتقل کرنے کا بوجھ، چھٹے مرکزی تنخواہ کمیشن کی سفارشات کو تین سال پہلے کی تاریخ سے لاگو کرنے کی ذمہ داری، جس کی وجہ سے تنخواہوں اور پنشنوں کے بقایا جات ادا کرنے کے لئے 4300 کروڑ روپے کے بھاری اخراجات جٹانے کی ذمہ داری، اُن میں شامل ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ قومی سطح پر چھائی ہوئی معاشی سُست رفتاری ہمارے لئے سب سے زیادہ پریشان کن تھی۔

7- وراثت میں ملے ہوئے یہ مسائل نئی منتخبہ سرکار کے لئے اور اس کے وزیر خزانہ کی حیثیت سے میرے لئے بے پناہ دُشوار تھے۔ ریاستی مالیات کو

بنانے اور سنوارنے کے موجودہ طویل سفر میں یہ میرا نکتہء آغاز تھا۔ آج جب میں اس چھٹے پڑاؤ پر پہنچ چکا ہوں تو میں وثوق کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ تمام مسائل کامیابی کیساتھ بہ خیر و خوبی نپٹائے جا چکے ہیں۔ میں ان مسائل سے نمٹنے کے لئے کی گئی تمام کوششوں کی تفاصیل میں جانا نہیں چاہتا ہوں۔ البتہ اتنا ضرور کہوں گا کہ ان مسائل سے نمٹتے ہوئے بھی ریاست کی معاشی ترقی کی رفتار کو تیز تر رکھا گیا۔ تاہم حکومت کی طرف سے کئے گئے اقدام کا خلاصہ پیش کرنا میں اس معزّز ایوان کے تئیں اپنی ذمہ داری سمجھتا ہوں۔

8- J&K FRBM ACT مالی انصرام و انتظام کے اصول اور مالی اہداف کی حدود متعیّن کرتا ہے جن کی پابندی حکومت کے لئے لازمی ہے۔ مذکورہ ایکٹ کی دفعات کی رُو سے حکومت پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ مقررہ Formats کے مطابق تمام طے شدہ گوشوارے قانون سازیہ کے دونوں ایوانوں کے سامنے پیش کرتی رہے۔ لہٰذا میں نے ایسے گوشوارے سالانہ مالی گوشواروں کے ہمراہ اس معزّز ایوان میں پیش کرنے کے طریقہ کو ترجیح دی ہے۔ اس طرح میں نے اس معزّز ایوان کے تئیں، سرکار کی احتسابی ذمّہ داری بحال کرنے کا فرض نبھایا ہے۔

9- تیرہویں مالیاتی کمیشن نے ہمارے لئے نئے مالی اہداف مقرر کئے تھے۔ ان اہداف کی رو سے حکومت کے سامنے مشکل ترین چیلنج یہ تھا کہ مالی

خسارے کو 15-2014 تک بتدریج کم کرتے ہوئے 3 فیصد تک لایا جائے۔ 11-2010 سے شروع کرتے ہوئے پہلے چار سال کے دوران خسارے کو کم کرنے کے اہداف بالترتیب 5.3 فیصد، 4.7 فیصد، 4.2 فیصد اور 3.6 فیصد مقرر کئے گئے تھے۔ مالی خسارے کے ان اہداف کے علاوہ کمیشن نے ہماری کُل ریاستی گھریلو پیداوار (GSDP) کی مناسبت سے خالص واجب الادا قرضہ جات میں تبدریج کمی لانے کے نشانے بھی تجویز کئے تھے۔

10- میرا کام نئے مالی خساروں کی نسبت اہداف اور کل گھریلو پیداوار کے حوالے سے قرضہ جات کے تناسب کو اختیار کرنے کے لئے جموں وکشمیر FRBM ایکٹ میں ترامیم کے لئے مطلوبہ مسودہ قوانین پیش کرنے پر ختم نہیں ہونا تھا۔ بلکہ کامیابی کی صحیح کسوٹی تو یہ تھی کہ قومی سطح پر موجودہ مایوس کُن اقتصادی صورتحال کے باوجود ہم کس سُوجھ بُوجھ کے ساتھ، کس منصوبہ بند طریقے سے، کتنی لگن اور محنت سے اور سخت monitoring کے ساتھ ان اہداف کی طرف مستقل مزاجی کے ساتھ آگے بڑھ پائیں۔ بعد کے نتیجے ثابت کرتے ہیں کہ ان مشکل اہداف کے مقابلے میں، ہماری کارکردگی زیادہ بہتر رہی ہے۔ ان اہداف کے حصول کی نسبت حکومت کی سال بہ سال پیش رفت کو میں باقاعدگی سے اِس معزز ایوان کے سامنے رکھتا آیا ہوں۔

11- FRBM ایکٹ میں ''مالی خسارہ'' کی تشریح یوں کی گئی ہے کہ کل ریونیو آمدن، قرضہ کی خالص وصولیابی اور غیر قرضہ جاتی CAPITAL آمدن

کے مقابلے میں کل ادائیگیوں کا تجاوز مالی خسارہ کہلاتا ہے۔ عام طور پر اُسے کُل ریاستی گھریلو پیداوار کی فیصد کے طور سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ اس تشریح سے ظاہر ہے، مالی خسارے کو بآسانی قابو میں لایا جا سکتا ہے، بشرطیکہ رقوم اُدھار لینے سے مکمل گریز کیا جائے یا پھر بہت کم رقوم ادھار لی جائیں اور اِس طرح ترقیاتی ضرورتوں کو نظر انداز کر دیا جائے۔ مگر یہ سوچ منفی ہے۔ تیز تر اقتصادی ترقی کے چیلنج سے نبرد آزما ہونا ہے تو اس کا ایک ہی راستہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ وسائل حاصل کر کے انہیں بروئے کار لایا جائے، مگر ایسا کرتے ہوئے مالی نظم ونسق کی طے شدہ حدود کا خیال رکھا جائے اور اس طرح سے حاصل شدہ وسائل عوامی فلاح و بہبود کو یقینی بنانے کے لئے استعمال میں لائے جائیں۔ لہٰذا میں نے ایک pro-active راستہ اختیار کیا، اور فیصلہ کیا کہ ایک سہ رُخی ایکشن پلان روبہ عمل لایا جائے۔ اول یہ کہ ریاست کے ریونیو اخراجات میں کمی لائی جائے، دوسرا یہ کہ ریاست کی اپنی آمدن کو زیادہ سے زیادہ بڑھایا جائے اور تیسرا یہ کہ ریاست کی گھریلو پیداوار کی شرح نمو میں جس حد تک ممکن ہو، تیز تر اضافہ کیا جائے۔

12- ان مقاصد کے حصول کے لئے میں نے ایک ایسی حکمت عملی اختیار کی جس کا مُدعا ریاستی مالیات میں کم مدتی، وسط مدتی، حتیٰ کہ طویل مدتی structural اصلاحات مرتب کر کے ان کو رائج کرنا اور ان کو روبہ عمل

لانا تھا۔ان تینوں مقاصد کو بیک وقت موثر انداز سے حاصل کرنے کے لئے دیگر قانونی اور انتظامی اقدامات بھی وقتاً فوقتاً اُٹھائے گئے۔

ریونیواخراجات میں تخفیف

13- ریونیواخراجات کے چار بڑے مَدّات یہ ہیں۔

سرکاری ملازمین کی تنخواہیں، پنشن ادائیگیاں، سُود کی ادائیگیاں اور توانائی کی خرید پر اخراجات ان کے علاوہ کچھ ریونیواخراجات اور بھی ہیں، جن میں سرکاری دفاتر کے رکھ رکھاؤ اور عوامی خدمات پر خرچ کی جانے والی رقومات بھی شامل ہیں۔

پنشن پراخراجات

14- اس مسئلہ کی گیرائی اور گہرائی کا اندازہ اس حقیقت سے لگایا جاسکتا ہے کہ پنشن کی ادائیگی پر سالانہ اخراجات 2005-06 کے دوران محض 938 کروڑ روپے تھے۔ جواب بڑھ کر رواں سال کے نگرانی شدہ تخمینہ جات کے مطابق 3,673 کروڑ روپے تک جا پہنچے ہیں۔ آنے والے سال میں پنشن اخراجات کا تخمینہ 3,980 کروڑ ہے۔ سال 2005-06 میں پنشنروں کی تعداد صرف 90 ہزار تھی مگر یہ تعداد

بڑھ کر اب ایک لاکھ 61ہزار ہو گئی ہے۔اخراجات کی اس مد میں زبردست اضافہ ایک تو پنشنروں کی تعداد بڑھنے کی وجہ سے ہوا ہے اوراس کے ساتھ ساتھ قومی سطح پرافراطِ زر کی موجودہ اونچی شرحوں کے مطابق ہر سال مہنگائی بھتہ واگذار کرنے کی وجہ سے بھی یہ اخراجات بڑھ گئے ہیں۔

15- اس صورتحال کے پیشِ نظر، میں نے پہلا بجٹ پیش کرتے وقت ہی ایک زبردست اصلاحی اقدام کے طور پرنئی پنشن سکیم کو متعارف کرایا۔اس اقدام سے یہ امر یقینی بن جاتا ہے کہ نئی پنشن سکیم متعارف ہونے کے بعد بھرتی کئے گئے ملازمین کو اس امر کی ضمانت حاصل ہے کہ وہ ایک منظّم طریقہ پرسبکدوشی کے وقت تمام پنشن فوائد اوراس کے بعد ماہانہ پنشن حاصل کرسکیں گے۔اس سکیم کے دائرے میں آنے والے ملازمین کے تمام پنشن اخراجات ریاستی **consolidated** فنڈ سے باہر ادا کئے جائیں گے۔

16- میرے خیال میں یہ اقدام کافی پہلے اٹھایا جانا چاہیئے تھا۔بہرکیف اب جب کہ نئی پینشن سکیم کولاگو کیا گیا ہے،آئندہ آنے والی سرکاریں اور پینشنر یقیناً اس تاریخی اقدام سے مستفید ہونگے۔فی الحال نئے ملازمین کے انفرادی پینشن کھاتوں میں حکومت کی طرف سے جمع کی جانے والی مطلوبہ رقومات کی وجہ سے حالیہ بجٹ اخراجات میں تھوڑا بہت اضافہ ہوتا رہے گا ۔ اب تک اس نئی پینشن سکیم کے دائرے میں تقریباً 42000ملازمین آچکے ہیں۔

سُود کی ادائیگی پر اخراجات

17-Structural اصلاحات کے ضمن میں جو دوسرا اہم اقدام میں نے اٹھایا، اس کا تعلق اس امر سے تھا کہ جموں وکشمیر بنک کا پرانا اور کبھی نہ ختم ہونے والا Over Draft چکادیا جائے۔ یہ Over Draft مارچ 2010 تک 2,300 کروڑ روپے سے بھی تجاوز کر گیا تھا۔ اس Over Draft کو چکانے کے ساتھ ساتھ ہی، میں نے Ways and Means کا انتظام اور انصرام بھارتیہ ریزرو بنک کے سپرد کر دیا۔ یہ اقدام اٹھانے کے پس پردہ جو محرکات کارفرما تھے، اُن کو میں اس معزز ایوان کے سامنے مکمل تفصیل کے ساتھ بیان کر چکا ہوں۔ جیسا کہ میں نے توقع کی تھی، یہ اقدام حکومت اور جموں وکشمیر بنک دونوں کے لئے انتہائی مفید ثابت ہوا ہے۔ ایک طرف حکومت کو سُود کی ادائیگی میں تقریباً 225 کروڑ روپے کی سالانہ بچت کا فائدہ ہوا تو دوسری طرف بنک نے اپنے جمع کھاتوں میں شامل کی گئی 2,300 کروڑ روپے کی مزید رقم کو Advances بلخصوص ترجیحی شعبہ میں Advances کو مزید بہتر بنانے کے لئے استعمال کیا۔

18- ریاست میں، جموں وکشمیر بنک کے کُل Advances 31 مارچ 2010 کو 12,173.68 کروڑ روپے تھے جب کہ 30 ستمبر 2013 کو یہ رقم 17,988.18 کروڑ روپے تک جا پہنچی۔ اس طرح

ان **Advances** میں تقریباً 48 فی صد کا اضافہ ہوا ہے۔اس عرصہ کے دوران 31 مارچ 2010 کو 5,520.98 کروڑ روپے کے مقابلے میں ترجیحاتی قرضہ جات کی رقم 30 ستمبر 2013ء کو 9,558.10 کروڑ روپے تک پہنچ گئی۔ان اعدادوشمار کے مطابق بنک کی طرف سے ترجیحاتی شعبہ میں قرضوں کی فراہمی میں 73 فی صد کا متاثر کن اضافہ ہوا ہے۔

19- سود کی ادائیگی کی دیگر مدّات کا تعلق بازار سے لی گئی ادھار رقوم، مرکزی قرضہ جات، ریاستی پراویڈنٹ فنڈ، چھوٹی بچتوں کی قومی سکیم کے تحت خالص وصولیابیوں میں حصص اور معاہدہ جاتی قرضوں سے ہے۔ ہر سال جو مزید قرضے حاصل کئے جاتے ہیں وہ ہمارے سالانہ منصوبوں کے لئے مالیات فراہم کرنے کے لئے سکیم کا لازمی حصہ ہیں اور ان کا تعین بھارت کا منصوبہ ساز کمیشن، وزارت مالیات کے ساتھ مشورے سے کرتا ہے۔ تاہم اس طرح کی رقوم ادھار لینے کے وقت، میں ہر وقت جے اینڈ کے ایف آر بی ایم ایکٹ میں وضع کردہ مالی حدود پر کاربند رہا ہوں۔

تنخواہوں پر اخراجات

20- اس حکومت نے ایک اور اہم اور جرات مندانہ اقدام اُٹھایا ہے جس کا مدّعا یہ ہے کہ مستقبل میں زمرہ III اور زمرہ IV میں ہونے والی تمام خالی اسامیوں کو ایک **Stipendiary Mode** میں پُر کرنے کا سلسلہ شروع کیا جائے۔اس اقدام سے ایک طرف تو ہم سرکاری نوکریوں کے

مثلاشی تعلیم یافتہ بیروزگاروں کی زیادہ تعداد کی توقعات کو پورا کر سکتے ہیں اور دوسری طرف ہم اس طریقہءعمل سے تنخواہوں پر بڑھتے ہوئے اخراجات پر کسی حد تک قابو پانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔شروع شروع میں مقدمہ بازی کی وجہ سے اس عمل میں دقتیں پیدا ہوئیں مگر اب یہ طریقہ مکمل طور پر نافذِ عمل ہو چکا ہے۔آئندہ ایک دو برسوں میں اس جرات مندانہ اقدام کے بہترین نتائج حاصل ہونے شروع ہو جائینگے۔

بجلی کی خریداری پر اخراجات

21- یہ بات بالکل عیاں ہے کہ بجلی کی خریداری پر کیئے جانے والے اخراجات میں اُس وقت تک کسی طرح کی تخفیف ممکن نہیں ہے جب تک بجلی کی مانگ اور اس کی پیداوار کے درمیان تفاوت قائم رہے۔صارفین کے مختلف زمروں کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ہمیں ریاست کے باہر سے بجلی خریدنا پڑتی ہے۔اس خریداری پر اس وقت فی یونٹ 3.46 روپے اوسطاً خرچ کرنے پڑتے ہیں اور بجلی خریدنے کے لئے ہم سالانہ اپنے بجٹ میں اچھی خاصی رقم خرچ کرتے ہیں۔اس سال کے بجٹ میں اس مدّ کیلئے 3,336 کروڑ روپے مختص کیئے گئے ہیں۔تاہم پاور ڈیولپمنٹ ڈیپارٹمنٹ سے کہا گیا ہے کہ وہ اس بات کا جائزہ لے کہ آیا

پاوٴر کی خرید میں منصوبہ بندی اور عمل آوری میں زیادہ پیشہ وارانہ مہارت بروٴے کار لانے سے اخراجات کی اس مَد میں کچھ بچت کی جاسکتی ہے۔

22- اس مَد پر اخراجات میں کمی کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہم ممکنہ کم سے کم وقت کے اندر پن بجلی کی اپنی مقامی پیداوار کو بڑھاوادیں۔ میں تھوڑا آگے چل کر اس ایوان کے معزّز ممبران کو یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے جاری حکومتی پروگراموں کی نسبت باخبر کروں گا۔

اخراجات کے دیگر مدّات

23- حکومت تمام سرکاری دفاتر کے کام کاج میں کفایت شعاری کے اقدام نافذ کر رہی ہے۔ عوامی خدمات کی احسن فراہمی کو متاثر کئے بغیر، تمام سرکاری دفاتر کے بجٹ کی مختلف مَدّات میں جہاں بچت ممکن ہو، کٹوتی کی جاتی ہے۔ اور اس پر سختی کے ساتھ عمل کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ محکموں کی طرف سے خدمات کو **Out-Source** کرنا اور بجلی کی کھپت بچانے کے لئے تمام سرکاری دفاتر میں CFL استعمال کرنا جیسے کم خرچیلے طریقے اختیار کئے گئے ہیں۔

آمدن میں زیادہ سے زیادہ اضافہ

24- میں اس حقیقت سے پوری طرح باخبر ہوں کہ ریاست کی **Tax** اور **Non-Tax** آمدن کو بڑھانا ہر وزیرِ خزانہ کی اہم سرکاری ذمّہ داری ہے۔

اس ضمن میں میری طرف سے جو کوششیں ہوئی ہیں، اس سے حاصل شدہ نتائج کا مختصر سا ذکر کروں گا۔

ٹیکس آمدن

25- کسی بھی وزیرِ خزانہ کے لئے نئے ٹیکس عائد کرنا اور موجودہ ٹیکس کی شرحوں کو بڑھانا ایک آسان سا عمل ہے اور اس عمل میں بظاہر کشش بھی کافی ہوتی ہے۔ مگر میری نظر ہمیشہ عام آدمی پر رہی ہے اور میں نے اس امر کو یقینی بنایا ہے کہ اُسے کسی بھی نئے ٹیکس کے بوجھ کا متحمل نہ بنایا جائے۔ بلکہ وہ کسی حد تک راحت کا مستحق ہے۔ ہماری معیشت کے بعض شعبے اور ہمارے سماج کے زود حس طبقے، ترغیبات، نیز ٹیکس رعایات کے مستحق ہیں۔ میں نے سال بہ سال نئ رعایات دینے میں ہمیشہ فراخدلی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اِس کے باوجود میں نے ٹیکس وصولیابیوں میں کافی اضافہ کیا ہے جو انتظام وانصرام کے بہتر طریقوں کی دین ہے۔ میں نے اس عمل کو قانون سازی کے نئے اقدامات سے مزید تقویت دینے کی کوشش بھی کی ہے۔

VAT نظام میں بہتری

26- میں نے جموں وکشمیر ویٹ ایکٹ میں بعض ایسی ترامیم عمل میں لائیں جو دُوررس نتائج کی حامل ہیں۔ اوران ترامیم کی رُو سے ویٹ انتظامیہ کوئی

اہم تبدیلیوں کا متحمل بنا دیا گیا ہے اور وصولیابی میں زبردست اضافہ ان ہی تبدیلیوں کی مرہون منت ہے۔ میں نے جموں وکشمیر VAT قواعد میں اہم ترامیم عمل میں لائی ہیں تاکہ ان کی تعمیل آسان، زیادہ موثر اور تجارتی سرگرمیوں کے موافق بن جائے ۔ میں نے VAT انتظام کو کمپیوٹرائز کیا ہے اور نگرانی، نیز شکایات کے ازالے سے متعلق نظام کو نافذ کیا ہے جس سے ٹیکس کی رقومات کی **Assessment** میں شبہات دُور کرنے میں مدد ملی ہے، VAT کی وصولیابی آسان ہوئی ہے اور VAT گوشواروں کی **e-filing** کو ممکن بنا دیا گیا ہے۔

27- سال 09-2008 میں 1,836 کروڑ روپے کی VAT وصولیابی کے مقابلے میں موجودہ بجٹ میں اس حوالے سے 4,800 کروڑ روپے کا نشانہ مقرر کیا گیا ہے۔اس طرح گذشتہ پانچ برسوں کے دوران اس آمدن میں اڑھائی گُنا سے زیادہ اضافہ ہوا ہے ۔یا یوں کہئے کہ اس مد کے تحت اس عرصہ میں 161 فی صد سے کچھ زیادہ اضافہ ہوا ہے۔اس طرح اوسط سالانہ اضافہ 32 فی صد سے زیادہ بنتا ہے۔

اسٹامپ ڈیوٹی

28- میں نے موجودہ اسٹامپ ڈیوٹی ایکٹ میں ہمہ پہلو ترامیم عمل میں لائی تھیں تاکہ اس ایکٹ کو زیادہ موثر اور متحرک بنایا جا سکے۔اس اقدام سے

ہمیں اسٹامپ ڈیوٹی اور رجسٹریشن فیس کی سالانہ وصولیابیوں میں فوری طور بڑھوتری لانے اور پھرانہیں مستحکم رکھنے میں کافی حدتک مدد ملی ہے۔ ان مدّات کے تحت حاصل ہونے والی آمدن جو 09-2008 میں محض 57 کروڑ روپے ہوا کرتی تھی، گذشتہ پانچ برسوں کے دوران بڑھ کر 322 کروڑ روپے کے آس پاس پہنچ گئی ہے۔

29-اسٹامپ ایکٹ میں متذکرہ ترامیم کی روشنی میں ہم نے دستاویزات اور دیگر لین دین کے کاغذات کی **e-Stamping** شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔حال ہی میں کمرشل ٹیکسز ڈیپارٹمنٹ نے اس ضمن میں بھارت کی سٹاک ہولڈنگ کارپوریشن کے ساتھ مفاہمتی دستاویز پر دستخط کئے ہیں تا کہ وہ جتنا جلد ممکن ہو سکے **e-Stamping** نظام مرتب کرنے اور اسے شروع کرنے کے لئے اقدامات کرے۔ یہ اقدام سٹیمپ ڈیوٹی کی وصولیابی کو مزید تقویت دینے اور انتظامی اخراجات کو کم کرنے میں دُور رس نتائج کا حامل ہوگا۔ **e-Stamping** کا طریقہ کار بہت جلد شروع ہوجانے کی توقع ہے۔

گاڑیوں پر ٹیکس

30- اسی طرح گاڑیوں پر ٹیکس کی وصولیابی میں بھی بھاری اضافہ ہوا ہے۔ 09-2008 کے دوران محض 65 کروڑ روپے کی آمدن کے مقابلے

میں رواں سال کے لئے اس مد کے تحت 150 کروڑ روپے وصولیابی کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ یا یوں کہئے کہ اس میں بھی قریب قریب اڑھائی گنا اضافہ ہوا ہے۔

کُل ٹیکس وصولیابی

31- جہاں تک کُل ٹیکس وصولیابیوں کا تعلق ہے، ہماری کوششیں داد و تحسین کے قابل ہیں کیونکہ 09-2008 میں کُل ٹیکس وصولیابی صرف 2,683 کروڑ روپے رہی ہے جبکہ اس کے مقابلے میں رواں سال میں اس آمدن کا تخمینہ 6,700 کروڑ روپے لگایا گیا ہے۔ یہ اس بات کا مظہر ہے کہ پانچ برسوں میں کُل ٹیکس وصولیابی میں تقریباً اڑھائی گنا اضافہ ہوا ہے۔ سالانہ اوسط شرح نمو (Growth Rate) قریب قریب 30 فیصد بنتی ہے جو کسی بھی لحاظ سے اپنی مثال آپ ہے۔ ٹیکس سے ہونے والی ہماری آمدن کی قومی سطح پر ریاستی وزرائے خزانہ کی بااختیار کمیٹی، منصوبہ ساز کمیشن، مالیاتی کمیشن، پرنسپل اکونٹنٹ جنرل اور وزارتِ مالیات جیسے اداروں نے کھلے دل سے سراہنا کی ہے۔

32- ایک طرف ہم نے اِن پانچ برسوں کے دوران ٹیکس آمدن میں قابل تعریف اضافہ حاصل کیا ہے، تو دوسری طرف میں نے ہمیشہ اس بات کو زیر نظر رکھا ہے کہ ہمارے عوام کو مزید ٹیکسوں کے بوجھ کا متحمل نہ بننا

پڑے۔میں نے یہ مقاصد حاصل کرنے کے لئے ٹیکس کے انتظام و انصرام میں سال بہ سال بہتری لانے پر زیادہ زور دیا ہے۔

33- میں نے ریاست کی معیشت کے کلیدی شعبوں کی ترقی میں سرعت پیدا کرنے کے لئے ٹیکس نظام کو ایک آلہءکار کے طور پر استعمال کرنے کی کوشش بھی کی ہے۔اسی اصول کے مدِّنظر،شعبہ زراعت کو آنریبل وزیراعلیٰ جناب عمر عبداللہ صاحب کی خواہشات کے مطابق قریب قریب مکمل طور پر ٹیکس سے آزاد کر دیا گیا ہے۔اِن سبھی ٹیکس رعایات کا بنیادی مقصد زراعت کے پیشہ کو کاشتکار برادری کے لئے منافع بخش اور پُرکشش بنانا ہے۔

34-اسی طرح ٹیکس نظام کو MSME شعبہ کے استحکام اور تقویت دینے کے علاوہ دیگر معاشی سرگرمیوں ،مثلاً پولٹری فارم کو بڑھاوا دینے کے لئے بھی کامیابی کے ساتھ استعمال کیا گیا۔یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کہ ان سرگرمیوں کو ریاست کے جغرافیائی محلِ وقوع کے باعث گونا گوں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

غیر ٹیکس آمدن کی وصولیابی

35- غیر ٹیکس آمدن میں بھی اسی طرح کا غیر معمولی اضافہ ہوا ہے جو فی الواقع قابلِ داد ہے۔سال 09-2008 کے دوران اس مدّ کے تحت صرف

837 کروڑ روپے کی آمدن ہوئی تھی جبکہ گذشتہ سال کے دوران 2,160 کروڑ روپے حاصل کئے گئے ہیں۔ اس رقم میں سے، صرف بجلی ہی کے سلسلے میں ہماری وصولیابی 1,589 کروڑ روپے رہی ہے جبکہ 09-2008 کے دوران یہ وصولیابی محض 630 کروڑ روپے تھی۔

36- پاور ڈیولپمنٹ ڈیپارٹمنٹ 1,856 کروڑ روپے کی لاگت سے ایک بڑا پروگرام جو (Restructured Accelerated Power (RAPDRP Development and Reforms Programe کے نام سے موسوم ہے، روبہ عمل لا رہا ہے تاکہ بجلی کی تقسیم سے حاصل ہونے والی آمدن کی وصولیابی میں مزید بہتری لائی جا سکے۔ بجلی کے AT&C نقصانات گذشتہ 5 برس کے دوران کم ہو کر 63.80 فیصد پر آ گئے ہیں جبکہ سال 09-2008 میں یہ نقصانات 72.06 فیصد رہے تھے۔ سال رواں میں AT&C نقصانات میں مزید بہتری ہونے کی اُمید کی جاتی ہے اور یہ نقصانات 59 فیصد تک کم ہو جائیں گے۔ لہٰذا اس مدّ میں 13 فیصد سے زیادہ کی بہتری آئی ہے۔ اسی طرح T&D نقصانات جو سال 09-2008 میں 63.10 فیصد تھے، ان کے سال رواں میں 52 فیصد تک کم ہونے کی اُمید کی جاتی ہے۔ یعنی اس میں 11 فیصد سے زیادہ کی بہتری متوقع ہے۔

معیشت کی تقویت

37- معاشی ترقی میں امن و آشتی کو بنیادی درجہ حاصل ہے۔ ہمارے آنریبل وزیرِاعلیٰ جناب عمر عبداللہ صاحب کی متحرک اور باہمت قیادت دادِ

تحسین کی مستحق ہے جسکی بدولت اندرونی سلامتی کو درپیش انتہائی پیچیدہ مسائل کے باوجود ریاست میں امن و امان بحال کرنے میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے۔اس کے طفیل کاروباری طبقہ میں اعتماد کی سطح بڑھ گئی ہے اور ساحت ،ٹرانسپورٹ ، باغبانی، سیریکلچر،فلوری کلچر جیسے شعبوں میں قابل قدر بہتری آئی ہے۔ نیز مختلف خدمات کے دیگر شعبوں کو بھی تقویت ملی ہے۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے کہ لگا تار تین برسوں سے ریاست میں آنے والے سیاحوں کی تعداد باعثِ اطمینان رہی ہے حالانکہ گذشتہ موسم سرما کے دوران، اترّاکھنڈ میں جان و مال کے نقصان کا جو سانحہ پیش آیا،اُس کی وجہ سے ہماری ریاست کی سیاحت پر آنے والے سیاحوں کے جوش وخروش میں کافی کمی محسوس کی گئی۔

38- یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ ریاست میں معیشت کوفروغ دینے میں سالانہ بجٹ رقوم تیزی لانے کا کام کرتی ہیں۔سال 09-2008 میں کئے گئے بجٹ اخراجات صرف 17,012 کروڑ روپے تھے۔ان اخراجات میں اب تک دوگنا سے زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ بجٹ رقومات میں بڑھوتری اور پھر حکومت کی کوششوں سے امن و امان کی بحالی دونوں ایسے بڑے محرکات رہے ہیں جن کی بدولت ریاست کی معیشت کو تیز رفتار بنانے میں مدد ملی ہے۔اس حقیقت کا ایک برملا ثبوت یہ بھی ہے کہ گذشتہ پانچ برسوں کے دوران ریاست کی گھریلو پیداوار میں

بتدریج اُچھال آیا ہے، حالانکہ اس دوران میں قومی معیشت تنزل کا شکار رہی ہے۔

39- سال 09-2008 کے دوران رواں قیمتوں کی بنیاد پر 42,314.84 کروڑ روپے کی کُل ریاستی گھریلو پیداوار کے مقابلے میں ہماری یہ پیداوار Quick Estimate کے مطابق گذشتہ سال 75,574.31 کروڑ روپے تک پہنچ گئی اور پیشگی تخمینہ جات کے (Advance Estimate) مطابق رواں مالی سال کے دوران گھریلو پیداوار میں مزید اضافہ ہوجائے گا اور یہ 87,318.72 کروڑ روپے تک پہنچے گی۔ یا یوں کہئے کہ گذشتہ پانچ برسوں کے دوران ریاستی گھریلو پیداوار دوگنی سے زیادہ ہوگئی ہے۔ ان آنکڑوں کے مطابق گذشتہ سال کے مقابلے میں رواں سال کی شرح نمو (Growth Rate) 15.54 فیصد بنتی ہے۔

40- Constant Prices کی بنیاد پر سال 09-2008 میں ریاست کی کُل گھریلو پیداوار 34,664.22 کروڑ روپے تھی۔ اندازہ ہے کہ رواں مالی سال کے دوران یہ پیداوار 45,399.45 کروڑ روپے تک پہنچ جائے گی۔ ان اعداد سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں تقریباً 31 فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔

41- فی کس آمدن کسی بھی معیشت میں افراد کی مالی آسودگی جاننے کے لئے ایک اچھا پیمانہ ہے۔اس زاویے سے بھی پہلے پانچ برسوں کے دوران ہماری کارکردگی مستحکم اور حوصلہ افزا رہی ہے۔رواں قیمتوں کی بنیاد پر ہماری فی کس آمدن کا اندازہ گذشتہ مالی سال کے دوران 63,232 روپے لگایا گیا ہے۔رواں مالی سال کے دوران اس میں مزید اضافہ ہوا ہے اور یہ رقم 72,188 روپے تک پہنچ گئی ہے۔ان اعداد کے مقابلے میں سال 09-2008 میں فی کس آمدن محض 30,212 روپے تھی۔بالفاظ دیگر اس آمدن میں تقریباً ڈھائی گنا اضافہ ہوا ہے۔Constant Prices کو ہی بنیاد بنایا جائے، تو فی کس آمدن سال 09-2008 میں 25,641 روپے تھی۔اُس کے مقابلے میں رواں سال کے دوران فی کس آمدنی 37,533 روپے تک پہنچ گئی ہے۔ان اعداد سے ظاہر ہوتا ہے کہ پانچ برسوں کے دوران فی کس آمدن میں کم وبیش 50 فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔یا یوں کہئیے کہ اس میں سالانہ اوسطاً شرح نمو(Growth Rate) 10 فیصد رہی ہے۔

42- میں سال 14-2013 کے لئے اقتصادی سروے رپورٹ اس معزز ایوان کے سامنے پیش کر چکا ہوں۔اس رپورٹ میں کئی دیگر معاشی

پیمانے اور موجودہ حکومت کی طرف سے مختلف شعبوں میں حاصل کی گئی مادی اور مالی کامیابیوں کے اشاریئے اور گوشوارے شامل ہیں۔ میں ان مدّات کی تفاصیل میں نہیں جانا چاہتا ہوں۔ البتہ یہ کہنا کافی ہوگا کہ ہماری کُل ریاستی گھریلو پیداوار اپنی ترقیاتی نہج کو برقرار رکھنے میں کامیاب رہی ہے، حالانکہ قومی سطح پر معیشت میں تنزل قائم رہا ہے۔ Constant Prices پر گذشتہ سال کے 42,878.25 کروڑ روپے GSDP کی بنیاد پر اس کی شرح نمو 5.88 فیصد بنتی ہے۔ اس میں گذشتہ سال کی 5.51 فیصد شرح نمو کے مقابلے میں تھوڑا ہی سہی، مگر اضافہ ہوا ہے۔ اس شرح نمو کا جائزہ اس تناظر میں لیا جانا چاہیئے کہ کُل ہند سطح پر رواں مالی سال کے لئے کُل پیداوار کی شرح نمو کا اندازہ صرف 4.8 فیصد لگایا جا رہا ہے۔

43- جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ کُل ریاستی گھریلو پیداوار میں کس شعبے کا کتنا حصہ رہا ہے تو اس سلسلے میں اندازہ لگایا جاتا ہے کہ بنیادی شعبے Primary Sector کا حصّہ 21.07 فیصد ہوگا جبکہ اس کی شرح نمو کا اندازہ 1.44 فیصد لگایا گیا ہے۔ بنیادی شعبے کے اندر زراعت اور مویشی پالن شعبوں کی شرح نمو کا اندازہ 1.56 فیصد لگایا گیا ہے۔ ثانوی یا صنعتی شعبہ کی نسبت اندازہ ہے کہ اس کا حصہ 22.39 فیصد

کے برابر ہو گا ۔اس کی شرح نمو کا اندازہ 3.79 فیصد لگایا گیا ہے۔ثلاثی یا خدماتی شعبہ بدستور سبقت لئے ہوئے ہے اور اس کے حصص کی نسبت اندازہ لگایا گیا ہے کہ یہ بڑھ کر 56.54 فیصد تک پہنچ جائے گا۔اس کی شرح نمو 8.47 فیصد بنتی ہے۔

اقتصادی سرگرمیوں کوفروغ دینے کیلئے ٹیکس رعایات

44- میں گذشتہ پانچ برسوں سے باقاعدگی کے ساتھ ریاست کی اقتصادیات کے متعدد شعبوں کو فروغ دینے کے لئے بہت سی ٹیکس رعایات کا اعلان کرتا رہا ہوں۔اور ایسا کرتے ہوئے مجھے اس بات کا برابر خیال رہا ہے کہ ان رعایات کے خصوصی فائدے میرے کسان بھائیوں کو حاصل ہوں ۔ ان رعایات میں کیمیائی اور حیاتیاتی کھادوں، آلات کشاورزی ، زرعی مشینری ،جرائم کش ادویات پر ویٹ اور TOLL کو ہٹانا ، POLYHOUSES اور چھوٹی آبپاشی سہولیات فراہم کرنے پر GST کو ہٹانا، زرعی پیداوار کے کئی مدات پر VAT کو کم کرنا اور بعض معاملات میں اس سے مکمل چھوٹ ،لکھن پور پوسٹ سے ہونے والی زرعی مواد اور مطلوبہ آلات کی نقل وحمل پر محصول ہٹانا نیز فصلوں اور مویشیوں کے انشورنس پر سروس ٹیکس ختم کرنا شامل ہیں۔

45- کسان کریڈٹ کارڈوں کے استعمال کی حوصلہ افزائی کرنے کی غرض سے میں نے ہر کسان کریڈٹ کارڈ پر 1,50,000 روپے تک کے قرضہ کو اسٹامپ محصول سے مستثنیٰ قرار دیا تھا۔ میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ 30 ستمبر 2013 تک کمرشل بنکوں نے زرعی شعبے کو 4,343.32 کروڑ روپے کے قرضے دیئے اور کُل زرعی قرضہ جات میں سے کسان کریڈیٹ کارڈوں کے ذریعے سے کسانوں میں تقسیم کیا گیا قرض، کُل قرض کا 57 فیصد بنتا ہے۔

46- J&K Women's Development Corporation کی طرف سے درآمد ہونے والے Jute Fabric کو مکمل طور پر VAT اور TOLL سے مستثنیٰ کیا گیا۔ اسی قسم کی VAT رعایات اُن نوجوانوں کو بھی دی گئیں جو کمپیوٹر استعمال کرتے ہیں۔ نیز کمپیوٹروں سے متعلق Accessories بھی اس ٹیکس سے مبّرا قرار دیئے گئے۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی اور کمپیوٹر کی تعلیم دینے والے ادارے سروس ٹیکس کی ادائیگی سے مستثنیٰ کئے گئے۔ سکولی بچوں کی سٹیشنری Items پر VAT کی چھوٹ دی گئی۔ طبّی نگہداشت کے شعبے میں عام لوگوں کو راحت فراہم کرنے کی غرض سے طبّی جانچ اور تشخیصِ امراض کی تمام خدمات کو سروس ٹیکس سے مبّرا کیا گیا۔

دیگر نئے اقدامات

47- بیٹی انمول سکیم کی شروعات اور CANCER TREATMENT AND MANAGEMENT FUND کا قیام نیز سگریٹ نوشی پر قدغن لگانے کے

لئے ٹیکس قوانین کا استعمال ایسے اقدامات ہیں جو اس عرصہ میں ہماری کارکردگی کے طرہ ءامتیاز رہے ہیں۔اب تک خطِ افلاس سے نیچے گذر بسر کرنے والے کنبوں کی تقریباً 8,500 طالبات کو کسی بھی سکول میں گیارہویں جماعت میں داخلہ لینے کے لئے مالی امداد کا فائدہ ملا ہے۔ان کی تعداد سالِ رواں کے آخر تک 10,000 تک پہنچنے کی اُمید ہے۔ایسی طالبات کو اپنے سکول کے مقامی فنڈ میں کسی بھی قسم کی ادائیگی سے بھی مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔پبلک سروس کمیشن اور سٹیٹ سروس سلیکشن بورڈ (SSSB) میں نوکری کے حصول کے لئے خواتین اُمیدواروں کو مقررہ Application Fees کی ادائیگی سے بھی مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔خطِ افلاس سے نیچے کنبوں سے تعلق رکھنے والی یتیم لڑکیوں کی شادی بیاہ انجام دینے کے لئے فی کس 30,000 روپے کی رقم بطور مالی معاونت دینے کو منظوری دی گئی ہے۔آنگن واڑی مراکز کافی تعداد میں کھولے گئے اور ان مراکز میں Workers اور Helpers کا محنتانہ بڑھایا گیا ہے۔

SKEWPY کے ذریعہ نوجوانوں کیلئے روزگار کے مواقع پیدا کرنا

48- میں نے اس معزّز ایوان کے سامنے اگست 2009 میں SHER-E-KASHMIR EMPLOYMENT AND WELFARE

PROGRAMME FOR YOUTH (SKEWPY) کومتعارف کرایا تھا۔SKEWPY کا آغاز باقاعدہ طور پر 5دسمبر 2009 کو کیا گیا۔تمام لوازمات پورا کرنے اور جموں وکشمیر بنک کے ساتھ SEED CAPITAL FUND کو روبہ عمل لانے کے لئے مفاہمتی دستاویز (MOU) کومرتب کرنے بعد SKEWPYپر اگلے سال سے عمل شروع ہوا۔ یہاں یہ کہنا مناسب رہے گا کہ J&K BANK مذکورہ سکیم میں ایک Strategic Partrer کی حیثیت رکھتا ہے اور SCF سکیم SKEWPY کا بنیادی جُز ہے۔یہ پروگرام بہت جلد مقبول ہوگیا ہے۔دسمبر 2013 کے اختتام تک SKEWPY کے تحت SEED CAPITAL FUND کیلئے 5000 entrepreneurs رجسٹر کئے گئے ہیں اور STEERING COMITEE نے اب تک اس سلسلے میں 3,650 تجاویز کومنظور کیا ہے۔ان منظور شدہ تجاویز کو عملانے میں 403 کروڑ روپے کی لاگت آئے گی ،جس میں J&K ENTERPRENEURSHIP DEVELOPMENT INSTITUTE (JKEDI) کے ذریعے حکومت کی طرف سے مہیا کیا جانے والا 98 کروڑ روپے کا بنیادی سرمایہ بھی شامل ہے۔توقع ہے کہ ان کارخانوں کے طفیل 16,634 اشخاص کیلئے روزگار کے موقعے دستیاب ہو جائیں گے۔بیروزگار نوجوانوں کو اس پروگرام کی طرف راغب کرنے کے لئے JKEDI نے ضلع سطحوں پر بہت سے بیداری

کیمپ منعقد کئے ہیں۔اس ادارے نے اپنی طرف سے منعقدہ قلیل مُدتی خصوصی کورسوں کے ذریعہ اب تک 7,676 entrepreneurs کو تربیت دی ہے۔

49-SEED CAPITAL FUND کی مدد سے جن entrepreneurs نے اپنا کاروبار شروع کیا ہے۔اُن کی کامیابی کی داستانیں یقیناً اُمید افزا ہیں۔جن سے دیگر تعلیم یافتہ بیروزگار نوجوانوں میں اس پروگرام کے تئیں اور بھی رغبت بڑھنے لگی ہے۔

50- SKEWPY کا ایک اور جُز رضا کارانہ خدمات الاؤنس (VSA) ہے جو تعلیم یافتہ بیروزگاروں کی ہمت افزائی کے لئے تب تک دیا جاتا ہے جب تک وہ کسی موزوں اقتصادی سرگرمی میں مصروفِ کار نہ ہو جائیں۔تازہ اعداد و شمار کے حساب سے اس وقت زائد از 50,000 تعلیم یافتہ بیروزگار لڑکوں اور لڑکیوں کو VSA کا فائدہ مل رہا ہے۔اس سکیم پر سالانہ تقریباً 50 کروڑ روپے کے مصارف آتے ہیں۔

51-جموں وکشمیر بنک اور سٹیٹ بنک آف انڈیا نے ریاست کے تمام 22 اضلاع میں RURAL SELF EMPLOYMENT TRAINING INSTITUTES قائم کر دیئے ہیں۔ان R-SETIs نے مختلف کارخانہ جاتی سرگرمیوں میں مقامی نوجوانوں کو تربیت دینا شروع کیا ہے جس کے حوصلہ افزا نتائج حاصل

ہوئے ہیں۔حکومت ان تمام تربیتی اداروں کو زمین فراہم کرنے کا اِرادہ رکھتی ہے تا کہ ان کے اپنے مستقل تربیتی ادارے قائم کیئے جاسکیں۔

52- enterprises کو فروغ دینے کے لئے JKEDI کی طرف سے جو کوششیں کی جارہی ہیں اُن کو ہنروں کی ترقی سے متعلق دیگر اقدامات سے بھی تقویت دی جارہی ہے جس میں ڈائریکٹوریٹ آف ہینڈی کرافٹس، ڈائریکٹوریٹ آف انڈسٹریز اینڈ کامرس ،ڈائریکٹوریٹ آف ہینڈ لوم ڈیولپمنٹ ،ڈائریکٹوریٹ آف اینیمل ہسبنڈری ، ڈائریکٹوریٹ آف فلوریکلچر وغیرہ جیسے محکموں کے ذریعے چلائے جانے والے تربیتی مراکز، پالی ٹیکنیک مراکز اور صنعتی تربیتی مراکز شامل ہیں۔

53- SKEWPY کے تحت کئے گئے اقدام کو''حمایت''اور''اُڑان'' جیسے مرکزی پروگراموں سے بھی تقویت ملی ہے۔ان کثیر رخی اقدامات کے نتائج حوصلہ افزا رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ SKEWPY ریاست میں روزگار پیدا کرنے کا سرچشمہ بن کر ابھرے گا۔

PSEs کی Restructuring

54- میں نے پہلے ایک موقع پر ریاست کی پبلک سیکٹر انٹرپرائزز کی کارکردگی میں مثبت تبدیلیاں لانے کے لئے حکومت کے اِرادے کا ذکر کیا تھا۔

حکومت نے اقتصادی مشیر کی سربراہی میں سنئیر افسروں کی ایک کمیٹی قائم کی تھی جس نے پبلک سیکٹر انٹرپرائز کے کام کاج کے عام پہلوؤں اور ہرادارہ کو درپیش مخصوص مسائل کا تفصیلی جائزہ لیا ہے۔کمیٹی نے ایک تفصیلی رپورٹ پیش کی ہے ۔اس کی سفارشات پالیسی اور سرمایہ کاری معاملات، مالی ڈھانچہ کی ازسرِنو شیرازہ بندی ،انتظامی بہتری ، انتظامی کنٹرول میں استحکام لانا، فالتوعملہ کی نسبت حکمت عملی ، منصوبہ بندطریقے سے فالتو REAL ESTATE جائیداد کا مناسب استعمال ، عملے کی ازسرِنو تنظیم بندی اور ادارہ جاتی نظام کے تحت PSEs کے کام کاج کا باریک بینی سے نگرانی وغیرہ پرمحیط ہیں۔ حکومت ان سفارشات پر اِس وقت سرگرمی سے غورکررہی ہے۔ ہماری کوشش ہوگی کہ نقصان پرچل رہی پبلک سیکٹرانٹرپرائزز حکومت کے لئے منافع بخش اثاثے بن جائیں اور دیگر پبلک سیکٹرانٹرپرائزز میں نفع کمانے کی صلاحیت میں مزیدبہتری لائی جائے۔

55- جے اینڈ کے فائنانشل کارپوریشن نے 1970اور 1980 کی دہائیوں میں ریاست کے اندر صنعت کاری اور دیگر اقتصادی سرگرمیوں کوفروغ دینے میں کلیدی کردارادا کیا تھا۔مگرستم ظریفی دیکھئے کہ جب ہماری حکومت نے اقتدارسنبھالا اور مجھے اس کا چیئرمین مقرر کیا گیااورتمام تر ذمہ داریوں کا بوجھ میرے کندھوں پرڈالا گیا،اُس وقت

صورتحال یہ تھی کہ کارپوریشن دھیرے دھیرے دم توڑ رہی تھی۔ کارپوریشن کے پاس 104.58 کروڑ روپے کا منفی سرمایہ (Nagative Assets) تھااوراس کے نام 180.40 کروڑ روپے کے بھاری بقایا جات تھے جو IDBI,SIDBI اور دیگر مالیاتی اداروں کو واجب الادا تھے۔میں نے کارپوریشن میں نئی روح پھونکنے کے لئے ایک جامع کاروائی کا منصوبہ تیار کیا جس کوان پانچ برسوں کے دوران روبہ عمل لایا گیا۔کارپوریشن نے اب تک قریب قریب تمام مالی بقایا جات کو چکایا ہے اور 31مارچ 2013 کواس کے Net Assets مثبت بن چکے ہیں۔ یہ بات باعث مسرت ہے کہ 15 سال کے طویل عرصہ کے بعد اس کارپوریشن نے پھرایک بارمنافع کمانا شروع کیا ہے۔علاوہ ازیں اس نے اپنے حسابات کا 7 سال کا زیرالتوا آڈٹ مکمل کرایا اوراس کے حسابات اب سال رواں تک پوری طرح آڈٹ شدہ ہیں۔ان تمام حوصلہ افزا تبدیلیوں کوتسلیم کرتے ہوئے SIDBI نے باقاعدہ طور پر مان لیا ہے کہ وہ جموں وکشمیرسٹیٹ فائنانشل کارپوریشن کوسرنو مالیات فراہم کرنے کی سہولت بحال کرے گی۔اس طرح جموں وکشمیرسٹیٹ فائنانشل کارپوریشن اپنی عظمتِ رفتہ کو دوبارہ حاصل کرنے کی راہ پر پوری طرح سے گامزن ہوگی۔

بنیادی ڈھانچہ کے کلیدی پروجیکٹ

56- رواں مالی برس کے دوران پیر پنچال کے پہاڑی سلسلہ کے آر پار 17.2 کلومیٹر لمبی سرنگ کے ذریعے وادی کشمیر میں قاضی گنڈ سے لے کر جموں صوبہ میں بانہال تک ریلوے لائن کو توسیع دی گئی ہے۔ پیر پنچال کے آر پار دونوں اطراف میں سکونت پذیر عوام میں اس ریلوے لائن سے خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ان مقامات کے درمیان کئی گھنٹوں کی طویل مسافت صرف چند منٹوں کے سفر میں تبدیل ہوگئی ہے۔ مجھے یقین واثق ہے کہ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ اس ریلوے لائن سے علاقے کی معیشت پر گہرے اثرات ظاہر ہوں گے۔

57- دومیل اور کٹڑہ ریلوے رابطہ کو عنقریب چالو کیا جائے گا۔اس ریلوے لائن سے شری ماتا ویشنو دیوی جی استھاپن کو جانے والے یاتریوں کو سیدھے کٹڑہ تک پہنچنے کی سہولت دستیاب ہو جائے گی۔ مستقبل قریب میں ملک کے مختلف علاقوں سے یاتریوں سے لدی ہوئی ٹرینیں براہِ راست کٹڑہ جا کر رُکیں گی۔

58- کٹڑہ اور بانہال کے درمیان ریلوے لائن بچھانے کا سارے کا سارا کام تسلی بخش طریقہ سے جاری ہے۔کشمیر اور باقی ملک کے درمیان ریل رابطہ سال 2017 تک مکمل کرنے کا منصوبہ ہے۔

59- وادی کشمیر میں شوپیاں کے علاقے کو جموں ڈویژن میں ضلع پونچھ سے ملانے والی مغل روڈ ایک متبادل شاہراہ کے طور پر تقریباً 640 کروڑ روپے کی لاگت سے Fair Weather سڑک کے طور پر مکمل کی جاچکی ہے۔اس سڑک کو ہر موسم میں استعمال کے قابل بنانے کے لئے ریاستی سرکار مرکزی حکومت پر اس کے لئے مزید رقوم مہیا کرنے کی ضرورت پر زور دے رہی ہے۔

60- نیشنل ہائی وے 1A کو کشادہ کرنے اور بہتر بنانے کا کام مختلف مراحل سے گذر رہا ہے۔لکھن پور سے نگروٹہ تک سڑک کا حصہ اب مکمل ہو چکا ہے۔توقع ہے کہ نگروٹہ اور اودھمپور کے درمیان سڑک کے حصےّ کو آئندہ موسم گرما میں چالو کیا جائے گا۔سڑک کے کُل چھ حصوں میں سے دو حصے بدستور مشکلات کا موجب بنے ہوئے ہیں۔ہمیں اُمید کرنی چاہئے کہ ان حصوں پر بھی مستقبل قریب میں کام میں سرعت لائی جائے گی۔

61- بجلی کی پیداوار کی نسبت مرکزی، ریاستی اور IPP سیکٹر کے تحت ہم اب تک 32 پن بجلی پروجیکٹوں کو مکمل کر چکے ہیں۔جن کی مجموعی صلاحیت 2698.45 میگا واٹ ہے۔گذشتہ پانچ برسوں کے دوران پیداواری صلاحیت میں 824.26 میگا واٹ کا اضافہ ہوا ہے۔سال رواں میں، نیمو بزگو، چُوتک، پہلگام، اوڑی دوئم (2 یونٹ)، ٹنگمرگ اور رنجالہ دوناڑی میں قائم کئے گئے 6 پن بجلی پروجیکٹ چالو کئے گئے

جن کی مجموعی نصب شدہ صلاحیت 235.50 میگا واٹ بنتی ہے۔ 1785 میگا واٹ کی مجموعی پیداواری صلاحیت کے 20 پن بجلی پروجیکٹ اس وقت زیرِ تعمیر ہیں۔ 2296.50 میگا واٹ کی مجموعی صلاحیت کے 28 پن بجلی پروجیکٹ ٹینڈرنگ عمل کے مختلف مراحل پر ہیں۔ CEA اور CWC کے پاس 3558 میگا واٹ مجموعی صلاحیت کے 4 پن بجلی پروجیکٹ تکنیکی جائزہ کے لئے زیر غور ہیں۔ اس کے علاوہ 2237 میگا واٹ صلاحیت کے 10 پن بجلی پروجیکٹ کی زمینی سطح پر investigation جاری ہے جس میں کچھ ایسے پروجیکٹ بھی شامل ہیں جن کے DPR اس وقت مرتب کئے جارہے ہیں۔

62- 450 میگا واٹ صلاحیت والے بغلہار پن بجلی پروجیکٹ کا مرحلہ دوم تکمیل کے آخری مرحلہ پر ہے۔ اس پروجیکٹ کو 2015 کے موسم گرما کے دوران چالو کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ IPP طریقہ کار سے ہاتھ میں لئے گئے 850 میگا واٹ صلاحیت کے بجلی پروجیکٹ کے علاوہ چار مزید دیگر پن بجلی پروجیکٹ سال 2017 میں چالو ہو جانے کی امید کی جاتی ہے۔

63- موسم سرما میں ہماری ضروریات کو پورا کرنے کے لئے تھرمل پاور نہایت اہم ہے کیونکہ سرمائی موسم میں پن بجلی پیداوار میں بھاری گراوٹ آجاتی ہے۔ تھرمل پاور کی پیداوار کے شعبہ میں پہلی بار ایک مثبت پیش رفت ہوئی

ہے۔کافی تگ ودو کے بعد وزارت برائے کوئلہ نے ریاست اڑیسہ میں واقع ایک J&KSPDC 'Coal Block اور NTPC کے مشترکہ نام پر الاٹ کرنے پر اتفاق کیا ہے ۔660 میگاواٹ صلاحیت والا ایک تھرمل بجلی گھر قائم کرنے کی غرض سے اس کوئلہ بلاک سے کوئلہ کی نکاس کی نسبت تیکینکی پہلوؤں کا جائزہ لینے کی خاطر J&K SPDC نے ایک پیشہ ور صلاح کار مقرر کیا ہے۔اس اقدام کے ساتھ ساتھ NTPC کے اشتراک سے Joint venture کی تفصیلات طے کرنے کے لئے گفت شنید کا سلسلہ جاری ہے۔ہم یہ امید کر سکتے ہیں کہ مطلوبہ لوازمات مکمل کرنے نیز تمام قانونی منظوریاں حاصل کرنے کے بعد مستقبل قریب میں اس اشد ضروری تھرمل پروجیکٹ پر کام شروع ہو جائے گا۔

64- حکومت نے NHPC کے ذریعہ ریاست میں قائم ایسے تمام پرانے پن بجلی پروجیکٹ جن سے انہوں نے اب تک کافی منافع کما لیا ہے، واپس حاصل کرنے کا معاملہ پہلے ہی اٹھایا ہوا ہے۔تا کہ یہ پروجیکٹ ریاستی معاشی بُنیاد کو مستحکم کرنے کا اہم وسیلہ بن جائیں ۔حکومت اپنے اس عزم میں مصمم ہے کہ وہ اپنی اس کوشش کو منطقی انجام تک پہنچانے کے لئے کوئی بھی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرے گی۔

65- حکومت کی ہدایات کے مطابق ریاستی پاور ڈیولپمنٹ کارپوریشن اس کوشش میں بھی لگی ہوئی ہے کہ وہ ریاست کو سندھ آبی معاہدہ میں ناموافق توضیحات کی پاداش میں اب تک ہونے والے نقصانات نیز جو نقصانات مستقبل میں ہونے کا احتمال ہے، کا صحیح اندازہ لگائے۔ مالی نقصانات کے اعداد و شمار حاصل ہونے پر سرکار اس مسئلہ کو مرکزی حکومت کے ساتھ فیصلہ کن طریقہ سے اُٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

66- حکومت نے پہلے ہی مختلف فورموں کے ذریعے مرکزی شعبہ میں تعمیر کردہ تمام پن بجلی پروجیکٹوں سے ریاستی حکومت کے مُفت بجلی حصّص کو موجودہ 12 فی صد سے بڑھا کر کم سے کم 30 فیصد کر دینے کا معاملہ اُٹھایا ہے۔ ہمیں اس مطالبہ میں دیگر ہمالیاتی ریاستوں کا تعاون بھی حاصل ہے۔

67- ہم اگلے موسم گرما میں چودھویں مالی کمیشن کے متوقع ریاست کے دورہ کے وقت بھی ان تمام معاملات کو پوری شدومد کے ساتھ اٹھانے والے ہیں۔

68- حکومت تھین ڈیم پروجیکٹ میں اپنے حقوق کے حصول کی خاطر اپنے معاملہ کی پیروی کر رہی ہے۔ حکومت پنجاب ہمارے مطالبے کو ماننے سے بدستور منحرف ہو رہی ہے۔ دریں اثناء حکومت نے تھین ڈیم کے بالائی حصوں سے پانی حاصل کر کے اسے آبپاشی کے لئے استعمال کرنے کی خاطر ایک متبادل طریقہ تلاش کرنے کے لئے ایک صلاح کار مقرر کیا تھا۔

صلاح کار نے ایک DPR مرتب کیا ہے اور حکومت نے بسنت پور تک پانی پہنچانے کے لئے 275 کروڑ روپے کی مالیت کا ایک آبپاشی پروجیکٹ تعمیر کرنے کیلئے منظوری دے دی ہے۔ محکمہ نے Intake Structure کی تعمیر کے لئے ٹینڈر بھی طلب کئے ہیں اور ساتھ ہی پروجیکٹ کی عمل آوری کے لئے، ماحولیاتی منظوری حاصل کرنے کی خاطر اقدامات اُٹھائے ہیں۔

69- میں نے صرف اُن چند ایک مخصوص پروجیکٹوں کی تازہ ترین صورت حال آپ کے سامنے پیش کی ہے جن کی تکمیل سے ہماری ریاست کی معیشت کو فروغ دینے کی کوششوں کو مزید تقویت ملے گی۔

نظر ثانی شدہ تخمینہ جات برائے سال 14-2013

70- اب میں رواں مالی برس کے نظر ثانی شدہ تخمینہ جات کے چیدہ چیدہ خط و خال پر روشنی ڈالوں گا۔ اس معزّز ایوان نے کُل ملا کر 38,068 کروڑ روپے کے بجٹ اخراجات منظور کئے تھے۔ نظر ثانی شدہ تخمینہ جات کے مطابق اب کُل اخراجات کم ہوکر 36,289 کروڑ روپے رہ جائیں گے۔ ریونیو آمدن کا تخمینہ 27,617 کروڑ روپے ہے جب کہ کیپٹل مد کے تحت 8,672 کروڑ روپے آمدن کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔

71- کیپٹل اخراجات کی کُل رقم میں سے 6,776 کروڑ روپے منصوبہ جاتی مدّات پر صرف کرنے کی تجویز ہے جن میں PMRP کے تحت مختص رقوم

بھی شامل ہیں ۔ غیر منصوبہ جاتی مدّات پر 1,896 کروڑ روپے کے کیپٹل اخراجات کی تجویز ہے۔اس میں ریاستی قرضوں کی واپس ادائیگی کے لئے 1,231 کروڑ روپے بھی شامل ہیں۔آخرالذکر اعداد و شمار وہی ہیں جن کو بجٹ تخمینہ جات میں تجویز کیا گیا تھا۔

72- 27,617 کروڑ روپے کے کُل تخمینہ شدہ ریونیو اخراجات میں سے تنخواہوں اور الاؤنسوں پر اخراجات کا تخمینہ اب 12,117 کروڑ روپے لگایا گیا ہے۔اسی طرح پنشنوں پر اخراجات کا تخمینہ 3,673 کروڑ روپے ہے جو اس رقم سے لگ بھگ 73 کروڑ روپے زیادہ ہے جس کی تجویز بجٹ میں کی گئی تھی۔ جہاں تک توانائی کی خریداری کا تعلق ہے، تجویز ہے کہ اصل بجٹ میں تخمینہ شدہ اخراجات 3,336 کروڑ روپے رکھنے کی تجویز ہے۔نظر ثانی شدہ بجٹ میں اُدھار لی گئی رقم پر سود کی ادائیگی کا تخمینہ 3,300.05 کروڑ روپے لگایا گیا ہے جبکہ بجٹ تخمینہ جات میں اس کا اندازہ 3,300.73 کروڑ روپے لگایا گیا تھا۔

بجٹ تخمینہ جات سال 15-2014

73- آئندہ مالی برس کے لئے بجٹ تخمینہ جات پیش کرنے سے پہلے، میں تمام معزّز ممبران کی توجہ، بھارت کے منصوبہ ساز کمیشن کی جانب

سے نئے مالی برس سے ریاستی سالانہ منصوبہ جات کی ترتیب میں لائی گئی ایک بنیادی تبدیلی کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔تمام ریاستیں مرکز کے زیر کفالت بہت سی سکیموں کے تحت حکومتِ ہند کی متعدد وزارتوں سے رقومات حاصل کرتی رہی ہیں۔ یہ مرکزی کفالت کی سکیمیں ریاستوں کو منتقل کرنے کا معاملہ قومی ترقیاتی کونسل کی توجہ کا مرکز بنا رہا ہے۔اس کونسل میں ریاستوں کو بھی نمائندگی حاصل ہے۔اب منصوبہ ساز کمیشن نے اس بات کا عندیہ دیا ہے کہ آئندہ مالی برس سے مرکز کے زیرِ کفالت سکیموں کے تحت حاصل ہونے والی رقوم ریاست کے سالانہ منصوبے کا حصہ ہونگی۔ان اسکیموں کی سر نو زمرہ بندی کر کے اب صرف 66 سکیمیں بنائی گئی ہیں اور بعض صورتوں میں ان کا نام بھی بدل دیا گیا ہے۔

74- یہ معزّز ایوان اس بات سے بھی بخوبی آگاہ ہے کہ قومی پارلیمنٹ کے اگلے عام انتخابات کی وجہ سے ،مرکزی حکومت نے پارلیمنٹ کے سامنے عبوری بجٹ پیش کرنے اور اگلے مالی سال کی کچھ مدت کے لئے Vote on Account حاصل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔یہی وجہ ہے کہ منصوبہ ساز کمیشن مرکز یا کسی بھی ریاست کے لئے منصوبہ ترتیب دینے کی کوئی مشق اِس وقت دردست نہیں لے رہا ہے۔

75- ان وجوہات کے تناظر میں منصوبہ ساز کمیشن کے ساتھ اگلے مالی سال کے لئے ریاستی منصوبے کا مناسب حجم تجویز کرنے کے معاملے میں سرکاری افسروں کی سطح پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ منصوبہ ساز کمیشن کے عہدہ داروں کے ذریعے مقرر کردہ پیمانوں کی بنیاد پر اور اگلے مالی سال کیلئے ریاست کے مالی وسائل کا جائزہ لینے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ منصوبہ ساز کمیشن کے پاس 11,300 کروڑ روپے حجم کے منصوبے کی تجویز رکھی جائے۔ لہذا میں نے اپنے اگلے مالی سال کے بجٹ تخمینہ جات میں 11,300 کروڑ روپے کے حجم کا منصوبہ شامل کیا ہے۔ ماضی کے رجحانات کو مدنظر رکھتے ہوئے، مرکز کے زیرِ کفالت سکیموں کی نسبت منظور شدہ مالی پیمانوں کو شمار میں رکھتے ہوئے اور منصوبہ کیلئے مالیات فراہم کرنے کی متوقع سکیم یعنی Scheme of Financing کے مطابق اگلے مالی سال کے منصوبہ جاتی Capital اخراجات 7,905 کروڑ روپے تجویز کئے گئے ہیں، جس میں وزیراعظم کے تعمیر نو پروگرام کے تحت 600 کروڑ روپے کی رقم شامل نہیں ہے۔ منصوبے کے لئے ریونیو جُز کا تخمینہ 3,395 کروڑ روپے لگایا گیا ہے۔ منصوبہ کے لئے مالیات فراہم کرنے کی جس سکیم کو ہم نے تجویز کیا ہے اُس میں بعد میں تبدیلی کے امکانات ہیں کیونکہ منصوبہ ساز کمیشن پارلیمانی انتخابات مکمل ہونے اور مرکز کا حتمی بجٹ منظور ہونے کے بعد، مرکزی بجٹ کو دھیان میں رکھ کر ہی، ریاست کے سالانہ منصوبے کے حجم اور Scheme of Financing کا تعیّن کر سکے گا۔

76-ان گذارشات کے مدِنظر، تجویز پیش کی جاتی ہے کہ اگلے سال کے تخمینہ شدہ بجٹ آمدن اور مجوزہ اخراجات کے لئے 43,543 کروڑ روپے منظور کئے جائیں جبکہ رواں مالی سال کے نظر ثانی شدہ تخمینہ جات میں ان اخراجات کا اندازہ 36,289 کروڑ روپے لگایا گیا ہے۔ جہاں تک آمدن کی مدّات کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں کیپٹل اور ریونیو آمدن کا تخمینہ بالترتیب 4,322 کروڑ روپے اور 39,221 کروڑ روپے لگایا گیا ہے۔

77-اب میں ریاست کی اپنی ٹیکس اور غیر ٹیکس آمدن کی خاص خاص مدّات کی وضاحت کرنا چاہوں گا جو ہمارے اپنے دائرۂ اختیار میں آتے ہیں۔

ریاست کی ٹیکس آمدن

78- آئندہ مالی برس کے دوران ریاست کی کُل ٹیکس آمدن کا تخمینہ 7,495.86 کروڑ روپے لگایا گیا ہے۔سالِ رواں کیلئے 6,700 کروڑ روپے کے بجٹ تخمینہ جات کے مقابلے میں اگلے سال کے بجٹ تخمینہ جات کی یہ رقم 796 کروڑ روپے زیادہ حاصل کرنے کا نشانہ ظاہر کرتی ہے، یعنی، تقریباً 12 فیصد کی شرح نمو کا اندازہ لگایا گیا ہے۔

79- ریاست کی ٹیکس آمدن کی خاص مدّات میں ویٹ اور عام بکری ٹیکس کے علاوہ جموں وکشمیر عام بکری ٹیکس ایکٹ کے تحت عائد کردہ سروس

ٹیکس، مسافر ٹیکس، اسٹامپ ڈیوٹی اور رجسٹریشن فیس، ٹول اور ایکسائز ڈیوٹی وغیرہ شامل ہیں۔

80- VAT کی وصولیابی میں ہماری کارکردگی انتہائی متاثر کن رہی ہے۔ سال 09-2008 میں VAT کے تحت ہماری کُل آمدن صرف 1,836 کروڑ روپے تھی۔اس کے مقابلے میں، یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ آئندہ مالی سال کے دوران یہ آمدن 5,344 کروڑ روپے ہو جائے گی۔ یا یوں کہئے اس ٹیکس کی حصولیابی میں تقریباً تین گنا اضافہ ہو جائے گا۔

81- آیندہ مالی سال کے دوران Toll اور مسافروں پر ٹیکس کی مد کے تحت 635 کروڑ روپے کی آمدن کا تخمینہ ہے۔ بالفاظِ دیگر اس مد میں رواں سال کے بجٹ تخمینہ جات 516 کروڑ روپے کے مقابلے میں اگلے سال تقریباً 120 کروڑ روپے کا اضافہ ہوگا۔یعنی کہ 23 فیصد کی شرح نمو حاصل ہونے کی توقع ہے۔اس مد میں رواں مالی سال کے لئے نظر ثانی شدہ تخمینہ جات 559 کروڑ روپے لگائے گئے ہیں۔ سال 09-2008 کے دوران اس مد میں فقط 271 کروڑ روپے وصول کئے گئے تھے جو رواں مالی سال میں متوقع وصولیابی کے مقابلے میں نصف سے بھی کم بنتے ہیں۔

82-اگلے مالی برس کے دوران ایکسائز ڈیوٹی کی آمدن کا تخمینہ سالِ رواں کیلئے 423 کروڑ روپے کے بجٹ تخمینہ جات کے مقابلے میں 462 کروڑ روپے لگایا گیا ہے۔یعنی کہ اس مد میں تقریباً 40 کروڑ روپے زائد حاصل ہوں گے۔سالِ رواں کے بجٹ تخمینہ جات کے مقابلے میں، اگلے سال کے بجٹ تخمینہ جات کے مطابق اِس مد سے حاصل ہونے والی آمدن میں تقریباً 10 فیصد کا اضافہ ہونے کی اُمید ہے۔

83- ٹیکس آمدن کے دیگر اہداف یوں ہیں:۔

(1) اسٹامپ اینڈ رجسٹریشن	324 کروڑ روپے
(2) گاڑیوں پر ٹیکس	159 کروڑ روپے
(3) **(Electricity Duty)**	529 کروڑ روپے

84- بجلی محصولات کی وصولیابی کے ہدف کی کامیابی کا دارومدار منصوبہ ساز کمیشن کے مقرر کردہ اہداف کے مطابق بجلی فیس کی وصولیابی پر ہوگا۔

غیر ٹیکس آمدن

85- آئندہ سال کے لئے کُل غیر ٹیکس آمدن کا تخمینہ 3,560.57 کروڑ روپے لگایا گیا ہے۔آمدن کی سب سے نمایاں مد بجلی صارفین سے وصول ہونے والی فیس ہے۔رواں مالی برس میں نظر ثانی شدہ بجلی فیس

کی وصولیابی کے لئے 2,840.60 کروڑ روپے کا نشانہ مقرر ہوا ہے۔اس ضمن میں اگلے سال کے لئے 2,979.60 کروڑ روپے کا نشانہ مقرر کرنے کی تجویز ہے۔

86- غیر ٹیکس آمدن کے دیگر اہم مدات یوں ہیں:۔

کان کنی ومعدنیات	-/60.10 کروڑ روپے
جنگلات	-/69.52 کروڑ روپے
آبپاشی	-/58.98 کروڑ روپے

Water Supply and Sanitation -/49.50 کروڑ روپے

اخراجات

87- جیسا کہ میں نے پہلے ہی ذکر کیا ہے کہ منصوبہ جاتی اخراجات کا کُل تخمینہ 11,300 کروڑ روپے لگایا گیا ہے۔رواں مالی برس کے 7,300 کروڑ روپے کے ریاستی منصوبے میں 500 کروڑ روپے کا اضافہ کرنے کی تجویز ہے۔ایسا اس لئے کیا جا رہا ہے تا کہ منصوبہ جاتی ریونیو اخراجات میں ناگزیر اضافے اور توسیعی پہلوؤں کے تقاضوں کو پورا کیا جا سکے۔بقیہ منصوبہ جاتی رقوم تقریباً 3,500 کروڑ روپے ان سکیموں پر خرچ ہوں گی جو اب تک CSS کی شکل میں ریاستی بجٹ سے باہر رکھی جاتی تھیں۔

88- منصوبہ جاتی اور غیر منصوبہ جاتی مدّات کے درمیاں کُل بجٹ اخراجات 43,543 کروڑ روپے کی تقسیم بالترتیب

11,900 کروڑ روپے، (جس میں وزیراعظم تعمیر نو پروگرام کے تحت 600 کروڑ روپے بھی شامل ہیں)اور 31,643 کروڑ روپے بنتی ہے۔کُل کیپٹل اخراجات 10,595 کروڑ روپے بنتے ہیں اور 32,948 کروڑ روپے کی بقیہ رقم ریونیو اخراجات پورا کرنے کے لئے استعمال میں لانے کی تجویز ہے۔

89-جہاں تک کُل منصوبہ جاتی بجٹ 11,900 کروڑ روپے بشمول PMRP کا تعلق ہے،اس سلسلے میں کیپٹل اور ریونیو اخراجات بالترتیب 8,505 کروڑ روپے اور 3,395 کروڑ روپے بنتے ہیں۔اندازہ ہے کہ ریونیو اخراجات میں رواں مالی سال کے لئے نظرثانی شدہ تخمینہ جات کے مقابلے میں تقریباً 19.33 فیصد کا اضافہ ہوگا کیونکہ کچھ ریونیو اخراجات کے لئے ہم Committed ہیں اور اس کے علاوہ توسیعی ضرروریات کے تقاضوں کو بھی پورا کرنا ہے۔

90-اسی طرح جہاں تک غیر منصوبہ جاتی بجٹ کا تعلق ہے،اس ضمن میں کیپٹل اخراجات اور ریونیو اخراجات کے لئے بالترتیب 2,090 کروڑ روپے اور 29,553 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔کیپٹل مد کے تحت اخراجات کی اہم مد، 1,297 کروڑ روپے کا تخمینہ ریاستی قرضوں کی ادائیگی کے سلسلے میں لگایا گیا ہے۔

91-اب میں غیر منصوبہ جاتی ریونیو اخراجات کی بڑی مدّات کا مختصراً تذکرہ پیش کروں گا۔

92- ریاستی غیر منصوبہ جاتی ریونیو اخراجات کے تحت سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور الاؤنس پر اخراجات بدستور ایک بھاری بوجھ بنے رہیں گے۔آئندہ سال کے لئے بجٹ تخمینہ جات میں ان اخراجات کے لئے 14,461 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔اس رقم میں 700 کروڑ روپے کی وہ رقوم بھی شامل ہیں جو یکم جنوری اور یکم جولائی 2014 سے منظور کی جانے والی دو نئی قسطیں ادا کرنے کے لئے درکار ہوں گی۔فی الحال یہ مانا گیا ہے کہ ہر قسط 6 فیصد کے مساوی ہوگی۔اس بات کا پورا احتمال ہے کہ ان قسطوں پر اصل اخراجات اس اندازے سے کہیں زیادہ ہوں گے۔

93- چھٹے مرکزی تنخواہ کمیشن کی سفارشات retrospectively لاگو کرنے کی وجہ سے بقایا جات کی چوتھی قسط ادا کرنے کیلئے 842 کروڑ روپے کی رقم بھی اگلے سال کے تخمینہ جات میں شامل ہے۔

94- غیر منصوبہ جاتی ریونیو اخراجات کی دوسری بڑی مد پنشن کی ادائیگی ہے۔ اس ضمن میں رواں مالی سال کے نظر ثانی شدہ تخمینہ جات کے مطابق 3,673 کروڑ روپے کے ریونیو اخراجات کے مقابلے میں آئندہ سال کے اخراجات 3,980 کروڑ روپے ہونے کا تخمینہ ہے۔یوں تنخواہوں اور پنشن ادائیگیوں پر کُل اخراجات 18,441 کروڑ روپے تک پہنچ جائیں گے۔ان تخمینہ شدہ اخراجات میں رخصت کے عوض کیش

(Leave encashment) پر تقریباً 290 کروڑ روپے کی وہ رقم بھی شامل ہے جو 15-2014 کے مالی سال کے دوران سبکدوش ہو رہے ملازمین کو واجب الادا بن جائیگی۔

95- رواں مالی برس کے نظر ثانی شدہ 3,336 کروڑ روپے کے تخمینہ جات کے مقابلے میں بجلی کی خرید پر 3,668 کروڑ روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔حکومت کی طرف سے اُدھار لی گئی رقم پر سود کے اخراجات کے لئے رواں برس کے نظر ثانی شدہ اخراجات یعنی 3,300 کروڑ روپے کے مقابلے میں ان اخراجات کے لئے آئندہ سال 3,470 کروڑ روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔

96- میں آئندہ سال کے ریاستی منصوبہ کے مفصل خدوخال پیش کرنے میں معزّز ممبران کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہوں گا۔تاہم اس موقعہ پر چند اہم امور کا تذکرہ مناسب سمجھتا ہوں۔

97- آئندہ سال کیلئے منصوبہ سازی کے عمل میں ہماری توجہ زراعت اور آبپاشی، باغبانی،فلوری کلچر،سیریکلچر،سیاحت اور صنعت وحرفت جیسے کلیدی شعبوں پر بدستور مرکوز رہے گی۔زراعت اور منسلکہ محکموں کیلئے جن میں پشو پالن اور بھیڑ پالن،فلوری کلچر اور امداد باہمی شامل ہے 321.40 کروڑ روپے کی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔آبپاشی،فلڈ کنٹرول اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ شعبوں کیلئے 179.74 کروڑ روپے مخصوص رکھنے کی تجویز ہے۔اسی طرح

سیاحت کے شعبہ کیلئے 106.20 کروڑ روپے فراہم کرنے کی تجویز ہے۔صنعت وحرفت کیلئے جس میں محنت وروزگار بھی شامل ہے، 179.82 کروڑروپے مخصوص کرنے کی تجویز ہے۔

98- ہر مردوخواتین اور بچوں کے لئے صحتِ عامّہ نیز تعلیم وتربیت کے شعبوں پر بدستور توجہ مرکوز رہے گی۔تجویز ہے کہ ان شعبوں کے لئے بالترتیب 345.45 کروڑ روپے اور 734.66 کروڑ روپے مختص کیے جائیں گے۔

99- اس امر کو یقینی بنانے کے لئے کہ ترقیاتی عمل کا فائدہ ہر کس وناکس تک پہنچتا رہے، سرحدی علاقوں، پچھڑے ہوئے علاقوں، پسماندہ خطوں، درج فہرست ذاتوں، درج فہرست قبائل ودیگر پسماندہ طبقوں کی فلاح وبہبود کے لئے رقوم مختص کئے جانے کی تجویز ہے۔خواتین اور بچوں کی فلاح وبہبود سے متعلق سکیموں کے لئے مناسب رقوم مہیا کی جائینگی۔ سماجی بہبود شعبہ کے تحت بجٹ میں 332.34 کروڑ روپے مختص کرنے کی تجویز ہے، جس میں قبائلی ذیلی منصوبہ (TSP) کے لئے 49.73 کروڑ روپے کی خصوصی رقم اور درج فہرست ذاتوں، گوجر اور بکروال، دیگر پسماندہ طبقوں اور پہاڑی بولنے والے افراد کے لئے 27.33 کروڑ روپے کی مجموعی رقم کا اہتمام بھی شامل ہے۔

ICDS مشن موڈ کے تحت 40 کروڑ روپے تجویز کئے گئے ہیں۔اس رقم میں 1000 اضافی آنگن واڑی مراکز کو مرحلہ وار طریقے سے قائم کرنے کے لئے 20 کروڑ روپے کی رقم بھی شامل ہے۔

100- شعبہ بجلی کے لئے 396.21 کروڑ روپے مخصوص رکھنے کی تجویز ہے جس میں شعبہ ٹرانسپورٹ کے لئے 10.25 کروڑ روپے بھی شامل ہیں۔اسی طرح محکمہ تعمیراتِ عامہ کے لئے 525.29 کروڑ روپے اور شعبہ مکانات وشہری ترقیات کے لئے 423.62 کروڑ روپے اور شعبہ دیہی ترقیات کے لئے 65 کروڑ روپے مختص رکھنے کی تجویز ہے۔

101- رہبر زراعت ملازمین کی خدمات کو با قاعدہ بنانے کے لئے اگلے سال کی بجٹ میں 25 کروڑ روپے کی رقم مختص کی جارہی ہے۔یہاں یہ کہنا ضروری ہوگا کہ حکومت رہبران زراعت کو با قاعدہ سرکاری ملازمت میں لینے کے لئے وعدہ بند ہے۔

102- سروشکھشا ابھیان کے تحت 484.42 کروڑ روپے کی رقم مختص رکھنے کی تجویز ہے اور **Rashtriya Maadhyamic Shiksha Abhiyan(RMSA)** کے تحت 135.27 کروڑ روپے کی اضافی رقم مخصوص رکھنے کی تجویز پیش کی جاتی ہے۔

103- سپیشل ٹاسک فورس اسکیم کے تحت شروع کئے گئے کاموں کے لئے میں نے علیٰحدہ طور سے جموں کے لئے 50 کروڑ روپے ،لداخ کے لئے 25 کروڑ روپےاور کرگل کے لئے بھی25 کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔

104- گذشتہ سال کے لئے میں نے اپنے بجٹ کے دوران خطِ افلاس سے نیچے گزر بسر کرنے والے کنبوں سے تعلق رکھنے والی ہر یتیم لڑکی کی شادی کے وقت مالی امداد کی شکل میں 30,000روپے دینے کی تجویز رکھی تھی۔لہٰذا میں نے رواں مالی سال کے لئے نظرِثانی شدہ تخمینہ جات میں 3 کروڑ روپے کی رقم مختص رکھی ہےاوراگلے سال کے بجٹ تخمینہ جات میں بھی اتنی ہی رقم مختص رکھنے کی تجویز کی ہے ۔

105- ضلعی منصوبوں کیلئے کُل ملا کر 2,056 کروڑ روپے مختص رکھنے کی تجویز ہے۔میں نے پچھڑے ہوئے علاقوں (Bad Pockets) کی بنیادی ضروریات کوملحوظ رکھتے ہوئے اس مقصد کیلئے 10 کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے۔اس کے علاوہ سرحدی علاقوں کی ترقی سے متعلق پروگرام کیلئے 148 کروڑ روپے کی رقم مخصوص رکھنے کی تجویز ہے۔

106-ہمارے عزّت مآب وزیراعلیٰ جناب عمرعبداللہ صاحب نے ایک دفعہ اعلان کیا تھا کہ SKEWPY کی کامیابی یقینی بنانے کے لئے رقوم کی ضروریات پورا کرنے کے لئے کسی بھی مشکل کو آڑے نہیں آنے

دیا جائے گا ۔اب جب کہ اس پروگرام کو باقاعدہ طور روبہ عمل لایا جارہاہے اور پروگرام کے تئیں ہمارے تعلیم یافتہ بے روزگاروں کا ردعمل انتہائی مثبت ہوتا جارہاہے ، میں آئندہ سال کی بجٹ میں Youth Startup Loan,Seed Capital Fund,Voluntary Service Allowance And Women Enterpreneurs کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے 120 کروڑ روپے مختص رکھنے کی تجویز پیش کرتا ہوں ۔

پنچوں اور سرپنچوں کے لئے اعزازیہ اور انشورنس

107- میں نے گذشتہ سال پنچایتوں کے سرپنچوں اور پنچوں کو اعزازیہ کی ادائیگی کی تجویز پیش کی تھی ۔ بحث کے بعد اس معزّز ایوان نے اعزازیہ کی شرحیں منظور کی تھیں ۔لہذا میں نے اخراجات کی اس نئی مد کے لئے رواں سال کے نظر ثانی شدہ تخمینہ جات میں 46 کروڑ روپے کی رقم شامل کی ہے ۔آئندہ سال کے لئے بجٹ تخمینہ جات میں بھی ایسی ہی رقم مخصوص کرنے کی تجویز پیش کرتا ہوں ۔

108- میں نے پنچائتوں کے ممبران کیلئے ایک انشورنس سکیم مرتب کرنے اور اسے لاگو کرنے کا اِرادہ ظاہر کیا تھا۔لہذا ایک انشورنس سکیم مرتب کی گئی ہے۔ اور اس کے لئے ٹینڈر طلب کئے گئے ہیں ۔رواں سال کے نظر شدہ تخمینہ جات میں سرکاری حصص کیلئے میں نے 63.44 لاکھ

روپے مختص کئے ہیں۔ نیز آئندہ سال کے بجٹ تخمینہ جات میں بھی اِتنی ہی رقم مختص کرنے کی تجویز ہے۔

مہنگائی بھتے کی قسطوں کی ادائیگی

109-معزّز ممبران اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ حکومت تمام سرکاری ملازمین کے حق میں ہر سال یکم جنوری اور یکم جولائی سے مہنگائی بھتے کی دو قسطیں واگذار کرتی آرہی ہے۔ بھارتیہ منصوبہ ساز کمیشن نے چالو برس کے ریاستی وسائل پر بحث وتمحیص کے دوران ہمیں مہنگائی بھتہ کی دو قسطوں کے لئے 6 فی صد کے حساب سے رقومات مختص رکھنے کی ہدایت کی تھی۔ اس معزّز ایوان نے ملازمین اور پنشنروں کے لئے یہ دو قسطیں واگذار کرنے کے لئے 700 کروڑ روپے کی منظوری دی تھی۔ تاہم، ہمیں یکم جنوری 2013 سے 8 فیصد مہنگائی بھتے کی پہلی قسط منظور کرنا پڑی، جس پر مختص کردہ رقومات کی تقریباً 60 فی صد رقم صرف ہوئی۔ دوسری طرف ہمیں رواں مالی برس کے آٹھ ماہ کے لئے 10 فیصد مہنگائی بھتے کی دوسری قسط بھی ادا کرنی ہے۔ حکومت نے تمام سرکاری ملازمین اور پنشنروں کے حق میں یکم جولائی 2013 سے 10 فیصد مہنگائی بھتے کی دوسری قسط واگذار کی ہے۔ لہذا میں نے تنخواہوں اور الاؤنس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے سِر نو حساب لگا کر نظر ثانی شدہ بجٹ تخمینہ میں مطلوبہ رقوم تجویز کی ہے۔

Part-B

110- چونکہ معزّز ممبران میری بجٹ تجاویز کا حِصہ دوم جاننے کیلئے بے تابی سے منتظر ہوں گے، میں مختلف دیگر سکیموں کے لئے مجوزہ رقومات کی مزید تفصیلات کا سلسلہ منقطع کرتے ہوئے حِصہ دوم پر روشنی ڈالوں گا، جس کا تعلق ٹیکس رعایات اور ایسی ہی دیگر ترغیبات سے ہے۔

Peace Dividends

111- بجٹ پیش کرنے کے ایک موقعے پر میں نے سماج کے کئی طبقوں بالخصوص کسان بھائیوں کے لئے کئی ٹیکس رعایات کا اعلان کیا تھا۔ ہمارے عزّت مآب وزیراعلیٰ جناب عمر عبداللہ صاحب نے ان رعایات کو بجا طور پر Peace Dividends کے نام سے تعبیر کیا تھا۔ بلاشبہ اُن کی یہ تشریح ریاستی عوام کو ٹیکس رعایات سے حاصل ہونے والے فوائد کی صحیح غماز ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ موجودہ حکومت کی ترقیاتی کاوِشیں اور امن و قانون کو برقرار رکھنے کے اقدام ہی Peace Dividends کے اصل ضامن ہیں۔ مجھے پوری اُمید ہے کہ جوں جوں امن اور خوشحالی کا دور پروان چڑھے گا، ہم امن کے زیادہ سے زیادہ فائدے ایسی ہی رعایات کی شکل میں عوام تک پہنچاتے رہیں گے۔

شعبہ کاشتکاری

112- میں نے اس معزز ایوان میں کچھ عرصہ قبل کہا تھا کہ مسکراتا ہوا کسان معاشی استحکام کی علامت ہے۔ معزز ممبران یقین کریں کہ کاشتکار برادری کے نمائندوں کے ساتھ حالیہ بجٹ مشق کے دوران میں نے یہ مسکراہٹ اُن کے چہروں پر دیکھی ہے۔ وہ سب بیک زبان اس بات کے معترف تھے کہ اُنہیں زرعی مواد بالخصوص کیمیاوی کھادوں اور pesticides پر ٹیکسوں کے مکمل خاتمے سے روپیہ پیسہ کی لگاتار خاصی بچت ہورہی ہے۔

113- گذشتہ برس میں نے تجارتی بنکوں سے کسان کریڈٹ کارڈوں کے ذریعہ حاصل کردہ قرضہ جات پر، سٹامپ ڈیوٹی پر مکمل چھوٹ کی حد 25,000 روپے سے 1,50,000 روپے تک بڑھائی تھی۔ گذشتہ چند برسوں کے دوران زرعی شعبہ میں قرضہ جات کی فراہمی نہایت حوصلہ افزا رہی ہے۔ زرعی پیداوار کو مزید تقویت دینے کی غرض سے میں اس شعبہ کو KCC کے ذریعہ قرضوں کی مزید فراہمی کے لئے موجودہ 1,50,000 روپے کی چھوٹ کو 3,00,000 روپے تک بڑھانے کی تجویز رکھتا ہوں۔ میں اس رعایت میں بڑھائی گئی حد کو Artisan Credit Card پر بھی لاگو کرنے کی تجویز رکھتا ہوں۔

114- میں نے BIO-FERTILIZERS اور کیمیاوی کھادوں کو VAT اور TOLL سے مکمل طور پر مستثنیٰ کیا ہے۔ Bone meal میں فاسفیٹس اور

پوٹاش جیسے اجزاء شامل ہونے کی بناء پر اسے بطور کھاد استعمال میں لانے کا رجحان روز بروز بڑھ رہا ہے کیونکہ یہ درآمد کردہ مہنگے فاسفورس اور پوٹاش کا سستا متبادل ہے۔لہذا میں بیرون ریاست سے bone meal کی درآمد کو TOLL سے مستثنیٰ رکھنے کی تجویز رکھتا ہوں۔

115- زرعی کشاورزی کے لئے مٹی کو پرکھنے کا عمل زبردست اہمیت کا حامل ہے تاکہ اس بات کا تعین کیا جا سکے کہ مخصوص مٹی میں کس قسم کی اور کس مقدار میں کیمیاوی کھادوں اور زرخیزیت پیدا کرنے والے اجزاء کا استعمال کیا جانا چاہیئے جو کاشتکاری کی لاگت کم کرنے اور پیداوار کو بڑھانے میں معاون ثابت ہوں گے۔محکمہ زراعت نے ہر ضلع میں مٹی کی جانچ کے لئے ایک مستقل لیبارٹری قائم کی ہے۔اس کے علاوہ ہر ضلع میں ایک ایک موبائل سوائل ٹیسٹنگ وین بھی فراہم کرنے کی تجویز ہے۔اس موجودہ soil testing infrastructure سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جائے گا تاکہ کسانوں کی کثیر تعداد اِن سوائل ٹیسٹنگ لیبارٹریوں سے فیضیاب ہوکر اپنے کھیتوں کے لئے سوائل ہیلتھ کارڈ حاصل کرے،اور کھادوں کے استعمال کے خرچے میں کفالت کرسکے۔

116- حکومت نے ریاست سے باسمتی چاول کی برآمدات کو ٹول سے مستثنیٰ رکھا ہے۔چونکہ تجارتی طور طریقوں میں تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں لہذا دو ٹکڑا باسمتی چاول اب ''ٹوٹی باسمتی'' کے نام سے بھیجا جا رہا ہے۔بیرون

ریاست ٹوٹی باسمتی کی اچھی مانگ ہے۔ٹوٹی باسمتی نام ہونے کی وجہ سے لکھن پور میں اس پرٹول عائد کیا جاتا ہے۔ چونکہ ٹول سے چھوٹ دینے کا بنیادی مقصد اس کی بکری کو فروغ دینا، نیز کسانوں کو اضافی مالی فائدہ پہنچانا ہے اس لئے میں اگلے مالی سال سے ''ٹوٹی باسمتی'' کو بھی ٹول سے چھوٹ دینے کی تجویز رکھتا ہوں۔

117- گندم اور چاول کا بھوسہ (bran) مویشیوں کے لئے چارے کے طور پر استعمال میں لایا جاتا ہے۔لہذا میں نے اس بھوسے کو پہلے ہی درآمدی ٹول سے مستثنیٰ کیا ہے۔میری نوٹس میں یہ بات لائی گئی ہے کہ دالوں اور bran کے چھلکے جو مویشیوں کے چارے کیلئے ریاست سے باہر سے لائے جاتے ہیں اُن پرٹول دینا پڑتا ہے۔ان سبھی By PRODUCTS کا حتمی استعمال آپس میں ملتا جلتا ہے۔لہذا میں ان اشیاء کو بھی درآمداتی ٹول سے مستثنیٰ کرنے کی تجویز کرتا ہوں۔

118- میں نے شہد کی بکری کو پہلے ہی VAT سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔شہد کے چھتے کا موم ہماری کسان برادری کی شہد کی مکھیاں پالنے کی ایک by- product ہے۔لہذا میں شہد کے چھتے کے موم کو بھی VAT سے چھوٹ دینے کی تجویز کرتا ہوں۔

119- سوکھی کھلی Deoiled cake تیل ملوں کی ایک ضمنی پیداوار ہے۔ میں نے اِس کو پہلے ہی VAT سے مستثنیٰ کیا ہے۔کسان برادری کے نمائندوں

نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ Oil cake جو تیل کے کولھو کی گھریلو صنعت کی ایک ضمنی پیداوار ہے، اس پر 13.5 فیصد شرح سے ویٹ عائد ہوتا ہے۔ سوکھی کھلی کی طرح Oil cake بھی مویشیوں کے چارہ کے استعمال میں لانے کے لئے پروٹین کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ میں اس دلیل سے اتفاق کرتا ہوں اور تجویز پیش کرتا ہوں کہ Oil cake کو بھی VAT سے مستثنیٰ رکھا جائے۔

120- میں نے فارم مشینری کے کئی بہت سے items کو پہلے ہی VAT اور TOLL سے مستثنیٰ رکھنے کی رعایت دی ہے۔ گاؤں میں لگنے والا پانی کا ہینڈ پمپ فارم مشینری کے زُمرہ میں نہیں آتا ہے۔ مگر یہ بہت سے کھیت، کھلیانوں کا ایک لازمی حصہ ہے۔ لہذا میں ہینڈ پمپ کو VAT اور TOLL سے چھوٹ دینے کی تجویز رکھتا ہوں۔

121- میں نے پہلے ہی کسانوں کے کھیتوں میں DRIP AND SPRINKLER IRRIGATION نصب کرنے پر ٹیکس واپس ادا کرنے کی سہولت کو منظوری دی ہے۔ مسئلہ کی وسعت کو دیکھتے ہوئے اس شعبہ پر زیادہ توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔ میں اگلے سال کے بجٹ تخمینہ جات میں 2 کروڑ روپے مختص کرنے کی تجویز رکھتا ہوں تا کہ متعلقہ محکمہ ایک Pilot Scheme بنا کر اس سلسلے میں پہل کر سکے۔

122- یہ امر محتاج وضاحت نہیں کہ باغبانی کی سرگرمی وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ مہنگی بنتی جا رہی ہے کیونکہ اس کے لئے درکار بنیادی مواد کی ضرورتوں

میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔اس کے علاوہ اس فصل کو ناموافق موسمی حالات کا خطرہ ہر دم لاحق رہتا ہے۔کسانوں کی طرف سے اس بات کی مانگ بڑھتی جا رہی ہے کہ میوہ اور دیگر Cash Crops کو انشورنس کے دائرے میں لایا جائے۔حکومت Weather Based Crop Insurance Scheme شروع کرنے کا اِرادہ رکھتی ہے جس کے لئے کسانوں ،مالیاتی بنکوں اور حکومت کی شراکت سے پریمئم کا تعین کر کے ایک Pilot سکیم تیار کی جائے گی۔جس میں سیب،ناشپاتی ،گلاس ،آم ،زعفران اور باسمتی جیسی Cash Crops کو دیہی پنچائت کی سطح پر Crop Loan اور Kisan Credit Card سکیموں کے ساتھ ملا کر انشورنس کے دائرے میں لایا جائے گا۔

123- میں کسان برادری کو ملک کی باقی ریاستوں میں زرعی شعبے میں ہو رہی پیش رفت کی نسبت آگاہی حاصل کرنے کیلئے ''کرشی درشن ٹور'' منظّم کرنے کی غرض سے اگلے برس کے بجٹ میں 50 لاکھ روپے مختص کرنے کی تجویز رکھتا ہوں۔

124- کسان برادری کے ممبران کے ساتھ تبادلہ خیالات کے دوران انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ ریاستی قانون سازیہ کے معزّز ممبران کا دھیان CDF میں سے زرعی شعبے کے لئے سرمایہ کاری کو ترجیح دینے کی طرف دلایا جائے۔مجھے اس معزّز ایوان میں اُن کی تجاویز پیش کرنے میں مسرت ہو رہی ہے۔اگر معزّز ممبران اتفاق کریں تو محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات موجودہ CDF کے لئے رہنما خطوط میں ردوبدل کر سکتا ہے تا کہ CDF کو زرعی شعبہ کے لئے استعمال کرنے میں ترجیح دی جا سکے۔

صنعت، تجارت وحرفت

صنعت کو VAT سے استثنیٰ

125- حکومت ایک سوچی سمجھی ترقیاتی پالیسی کے تحت مقامی صنعتوں کو بِکری ٹیکس کی ادائیگی سے چھوٹ دیتی آئی ہے تا کہ کھلی منڈی میں انہیں مقابلے میں سبقت حاصل ہو جائے۔ جب بِکری ٹیکس کی جگہ VAT نظام نے لی تو اس چھوٹ کو ویٹ استثنات میں تبدیل کیا گیا۔ حال میں ایک زیادہ جامع قومی سطح کا GOODS AND SERVICES TAX نظام طویل بحث ومباحثے کا موضوع بنا ہوا ہے۔ اِس نئے نظام میں سینٹرل ایکسائز ڈیوٹی، سینٹرل سیلز ٹیکس اور VAT وغیرہ کو مدغم کرنے کی تجویز ہے۔ اس اُمید کے ساتھ کہ ریاستوں کے مابین اس معاملے پر اتفاقِ رائے پیدا ہوگا، مرکزی حکومت کچھ وقت سے اپنے ان ارادوں کا اظہار کرتی آرہی ہے کہ وہ اس سلسلے میں پارلیمنٹ میں ایک نیا قانون پیش کرے گی۔ اسی لئے گذشتہ پانچ برسوں سے میں صنعتوں کے لئے سال بہ سال ویٹ استثنات میں توسیع کرتا آیا ہوں۔ اِس توسیع کی معیاد 31 مارچ 2014ء تک ہے۔

126- کچھ وقت پہلے میں نے اس رعایت کی Financial implication کا تعین کرنے کے لئے ایک مشق کرائی تھی۔ یہ رقم اُس وقت قریب قریب 500 کروڑ روپے سالانہ بنتی تھی۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ یہ رقم کم از کم 50 فیصد سے بڑھ کر 750 کروڑ روپے تک پہنچ جانے کا اندازہ

ہے۔ ریاست میں روزگار کو تقویت بخشنے کے لئے میں اِس مالی قربانی کو جائز تصور کرتا ہوں۔ مجوزہ GST قانون کا اطلاق یکم اپریل 2014 سے ممکن نہیں ہے۔لہذا میں تمام صنعتی اکائیوں کو جو ویٹ Remission کے دائرے میں آتی ہیں، مزید ایک سال کے لئے یعنی 31 مارچ 2015 تک، یا مجوزہ GST قانون لاگو ہونے تک، جو بھی پہلے واقع ہو، موجود ویٹ Remission جاری رکھنے کی تجویز کرتا ہوں۔

صنعت کیلئے Cashless VAT System

127- صنعتی ترغیبات کی رو سے صنعتی اکائیاں خام مال کی مقامی خریداری پر ویٹ Remission کی مستحق ہیں۔ یہ اکائیاں جب SICOP سے خام مال کی خریداری کرتی ہیں تو انہیں VAT ادا کرنا پڑتا ہے، جو بعد میں اُن کو زرِنقد کی صورت میں واپس ادا کیا جاتا ہے۔اس عمل میں طوالت ہے اور بالعموم اس قسم کے معاملات التواء میں پڑے رہتے ہیں۔اس بڑھتے ہوئے مسئلے سے نمٹنے کے لئے میں آئندہ مالی سال سے ایسی خریداریوں پر VAT ادائیگیوں کا ایک cashless نظام شروع کرنے کی تجویز رکھتا ہوں جس سے زرِنقد کی صورت میں refund کی ضرورت باقی نہ رہے۔

128- دریں اثنا میں VAT refund کے تمام سابقہ بقایا جات مرحلہ وار طریقے سے چکانے کی تجویز رکھتا ہوں۔

بیمار صنعتی یونٹوں کا Revival

129- صنعتی شعبے میں بیمار یونٹوں کا revival ضروری ہے تا کہ صنعتی شعبے کی صحت کے ماحول میں بہتری آئے۔اوران بیمار صنعتی یونٹوں میں بے کار پڑے ہوئے وسائل اور سرمایہ کومنافع بخش طریقے سے استعمال کیا جا سکے۔ کچھ عرصہ پہلے کئے ہوئے میرے اعلان کے مطابق ، بیمار صنعتی یونٹوں کے revival کے لئے ،سرکار نے دو ٹاسک فورس ،ایک کشمیر ڈویژن اور دوسرا جموں ڈویژن کے لئے تشکیل دیئے تھے۔ان ٹاسک فورسز نے زمینی سروے کا بنیادی کام اس غرض سے کافی حد تک مکمل کیا ہے کہ یہ پتہ لگایا جائے کہ صنعتی یونٹوں میں بیماری کی نوعیت اور حد کیا ہے۔اس سروے کا مقصد یہ بھی تھا کہ ایسے بیمار یونٹوں کی نشاندہی کی جائے جن کے مالک کارخانہ دار اُن کے revival کے چیلنج کا سامنا کرنے کے لئے تیار ہیں۔

130- بیمار یونٹوں کے revival کے لئے ایک CORPUS قائم کیا گیا تھا،جس میں بچی ہوئی کچھ رقم SIDCO کے پاس موجود ہے۔ میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ آئندہ سال کے دوران اس CORPUS میں ضرورت کے مطابق رقم بڑھا دی جائے۔دریں اثنا ،اِن TASK FORCES کو کہا گیا ہے کہ وہ جلد از جلد اس سلسلے میں اپنے action plans مرتب کر کے حکومت کی منظوری کے لئے پیش کریں۔

131- صنعتی پیداوار کی لاگت کو کم رکھنے اور انہیں بازار میں باہر سے آئی ہوئی اشیاء کے مقابلے میں سستا بیچنے کے لئے ہماری صنعت کو قابلِ بھروسہ اور معیاری پاور سپلائی کی ضرورت ہے۔ اِس ضرورت کو پورا کرنے کا ایک طریقہ یہ ہوسکتا ہے کہ صنعتی بستیوں کیلئے قائم کئے گئے موجودہ پاور سپلائی نظام کو بہتر بنایا جائے۔ اِس وقت ریاستی منصوبے اور مرکز کی زیرِ کفالت سکیموں کے تحت صنعتی بستیوں کے infrastructure کو بہتر بنانے کے لئے رقومات فراہم کی جارہی ہیں۔ محکمہ صنعت وحرفت ان رقوم کے ایک حصہ کو پاور سپلائی نظام بہتر بنانے کے لئے مختص کرنے کے امکانات کا جائزہ لے گا۔ ہماری کوشش ہوگی کہ اس غرض کے لئے کسی صورت سے علحیٰدہ رقوم کا بھی انتظام کیا جائے۔

132- حکومت کی متواتر پیروی کے نتیجے میں مرکزی حکومت نے بالآخر یہ تسلیم کیا ہے کہ مرکزی ایکسائز ڈیوٹیز میں رعایت ریاست کے اندر واقع صنعتی یونٹوں کو دوسری بار کی جانے والی بڑی توسیع یعنی Substantial expansion پر بھی حاصل ہوگی۔

خالی Containers پر ٹول ٹیکس

133- بڑی براہمناں انڈسٹریل ایسٹیٹ میں ہمارا ایک INLAND CONTAINER ڈیپو ہے۔ ایسا ہی ایک ڈیپو رنگریٹ کے انڈسٹریل

ایسٹیٹ میں قائم کیا جارہا ہے تاکہ ریاست سے براہِ راست برآمدات میں آسانی پیدا ہو۔انڈسٹری نے دلیل پیش کی ہے کہ جالندھر میں Container Corporation of India کے Containers کوکرایہ پر لینے اوران کودرآمدی برآمدی بندرگاہوں تک لانے، لے جانے کے اخراجات عام طریقوں سے کہیں زیادہ مہنگے ہیں۔ بالکل خالی کنٹینرز ریاست میں درآمد ہونے کے وقت ٹول سے مبّرا ہیں۔ریاست سے یہ خالی کنٹینرز واپس بھیجنے پر، میں نے ایسے کنٹینرس کوٹول سے مستثنیٰ قرار دیا ہے۔البتہ مال سے لدے کنٹینرس کی صورت میں ایک مسئلہ پیدا ہوا ہے وہ یہ کہ ٹول کا حساب لگاتے وقت کنٹینر کا خالص وزن اس میں لدے ہوئے مال کے وزن کے ساتھ جوڑا جاتا ہے۔لہٰذا میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ کنٹینر کا خالص وزن آنے جانے کے وقت ٹول سے مستثنیٰ قرار دیا جائے۔

شالوں پر VAT

134- ہاتھ سے بُنے ہوئے مقامی شال ویٹ سے مستثنیٰ ہیں۔ بیرونِ ریاست مشین سے بُنے ہوئے ایمبرائیڈری والے شال ہماری بہنوں میں دن بہ دن مقبول ہوتے جارہے ہیں۔ اِن شالوں پر 13.5 فیصد VAT عائد ہوتا ہے۔ یہ ریٹ قانونی بحث ومباحثہ کا ایک مسئلہ بھی بن چکا ہے۔اس بحث و مباحثہ کوختم کرنے کے لئے نیز اپنی بہنوں کو Peace devidend کی شکل میں ایک تحفے کے طور پر، میں

اس قسم کی مثالوں پر شرح VAT کم کر کے اسے 5 فیصد کرنے کی تجویز رکھتا ہوں۔

VAT بقایا جات کے لئے amnesty

135- کئی برس قبل میں نے ایسے ڈیلروں کے لئے صرف ایک بار عام معافی سکیم کا اعلان کیا تھا جو اپنے VAT بقایا جات بروقت ادا نہیں کر سکے تھے اور بعض معقول وجوہات کے ہوتے ہوئے بھی defaulter بن چکے تھے۔ میری توجہ بعض ایسے زیرِ التواء معاملات کی طرف مبذول کی گئی ہے جس میں ڈیلر اپنے پرانے بقایا جات ادا کرنے کے لئے تیار ہیں، بشرطیکہ اُن پر قانون کی رو سے عائد جرمانے معاف کر دیئے جائیں۔ مفاد عامہ کی ایک پٹیشن کی وجہ سے کوئی بھی amnesty scheme رائج کرنے پر فی الحال روک ہے۔ ہماری کوشش ہوگی کہ زیرِ التوا پٹیشن کے معاملے میں ہم یہ بات ثابت کر سکیں کہ بعض حالات میں amnesty سکیم بھی مفادِ عامہ کے تقاضوں پر پورا اترتی ہے۔ اس کے بعد ہی اس بارے میں مزید حکمتِ عملی طے کی جا سکتی ہے۔

ڈیلروں کے ذریعے حسابات کے لازمی آڈٹ کی حد

136- قواعد میں توضیح کی گئی ہے کہ جن ڈیلروں کی بِکری ایک مخصوص حد سے تجاوز کرتی ہو، اس کے حسابات کا آڈٹ، گوشوارے داخل کرنے سے قبل

کسی سند یافتہ آڈیٹر سے کرانا ضروری ہے۔اس وقت ایسی حد 60 لاکھ روپے ہے۔ڈیلروں کی بکری میں مجموعی طوراضافہ کو مدِنظر رکھتے ہوئے میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ موجودہ مالی سال سے مذکورہ حد 100 لاکھ کر دی جائے۔ اس کا اطلاق اِن سالانہ گوشواروں پر ہوگا جو یکم اپریل 2014 کے بعد دائر کیئے جائیں گے۔

137- چھوٹے موٹے ڈیلرجن کی سالانہ بکری 7.5 لاکھ روپے یا اُس سے کم ہے، VAT جمع کرنے اورکوئی بھی VAT گوشوارہ داخل کرنے سے مبّرا ہیں۔تجارتی اشیاء میں بڑھتی ہوئی قیمتوں کے پیش نظر، میں یہ حد 10 لاکھ روپے تک بڑھانے کی تجویز رکھتا ہوں۔اسی طرح کی ملحوظات کے پیش نظر بکری رقم پر Turn Over ٹیکس کی حدبھی سالانہ 25 لاکھ روپے تک بڑھانے کی تجویز پیش کرتا ہوں۔

VAT عملدرآمد پرایک مشاورتی کمیٹی کی تشکیل

138- میرے سامنے ایک دلیل پیش کی گئی ہے کہ VAT اوردیگر متعلقہ قوانین کی عملدرآمد میں متعلقین کے ساتھ زیادہ سے زیادہ مشاورت کا انتظام کیا جائے اورتبادلہٴخیال کے لئے ایک باقاعدہ فورم مہیا کیا جائے تاکہ مختلف قانونی اورانضباطی معاملات کوافسروں اورڈیلروں کے مابین گفت وشنید سے حل کیا جائے۔نیز،تمام قانونی توضیعات کوکسی دِقّت کے بغیر نافذ

کرنے میں ڈیلروں کا تعاون حاصل کیا جائے۔ مجھے اُن کا یہ مطالبہ تسلیم کرنے میں کوئی اعتراض نظر نہیں آتا ہے۔ میں grievance redressal cell، جو پہلے ہی سے قائم ہے، کے علاوہ اس قسم کا ایک فورم تشکیل دینے کی تجویز رکھتا ہوں۔

139- ریاست میں سیاحت کو فروغ دینے کے لئے حکومت نے مرکز کے زیر کفالت سکیموں اور وزیر اعظم تعمیر نو پروگرام کے تحت 628.86 کروڑ روپے کی مجموعی لاگت سے اب تک 152 پروجیکٹ مرتب کئے ہیں۔ اِن پروجیکٹوں میں سے 75 پروجیکٹ اب تک مکمل کئے جا چکے ہیں اور اُن میں سے صرف گذشتہ پانچ برسوں کے دوران 68 پروجیکٹ مکمل کئے گئے ہیں۔ بقیہ 77 پروجیکٹوں کو روبہ عمل لایا جا رہا ہے۔ 2012-13 کے اختتام تک اُن پر مجموعی اخراجات 327 کروڑ روپے بنتے ہیں۔ اس کے علاوہ ریاستی منصوبے میں سیاحت کیلئے مخصوص کی گئی رقم قریب قریب 100 کروڑ روپے ہے۔ حکومت نے **"TOURIST VILLAGES"** قائم کرنے کے لئے اب تک 53 پروجیکٹ مرکزی حکومت کو بھیجے ہیں۔ جس میں 43 پروجیکٹ منظور کئے جا چکے ہیں اور اُن میں سے 27 پروجیکٹ اب تک مکمل کئے جا چکے ہیں۔

140- سال 2010-11 کے دوران حکومت نے مجموعی طور تین **MEGA TOURISM PROJECTS** منظور کئے ہیں جن پر

77.50 کروڑ روپے لاگت آنے کا اندازہ ہے۔ یہ ہیں، لیہہ میں TRANS HIMALAYAN CULTURE CENTRE، کشمیر میں ناگرنگر سے وٹلب تک MEGA TOURIST CIRCUIT اور جموں میں MUBARAK MANDI HARITAGE COMPLEX کی تعمیرِ نو اور بحالیاتی کام ۔ ان پروجیکٹوں کی تکمیل کے لئے درکار رقوم کا تقریباً ایک تہائی حصہ واگذار کیا گیا ہے اور ان پر کام شد و مد سے جاری ہے۔ علاوہ ازیں راجا امرگڑھ پیلس، ڈوگرہ آرٹس میوزیم اور راجا رام سنگھ محل کے بحالیاتی کاموں کے لئے متعلقہ ایجنسیوں کے حق میں بھی رقوم واگذار کئے گئے ہیں۔ ان کاموں پر تقریباً 50 کروڑ روپے کی لاگت آئے گی۔ شاہدرہ شریف میں بیت الزائرین، ریاسی میں رانسو اور رام گڑھ میں ڈلسر جھیل کو بڑھاوا دینے کے لئے تین اضافی پروجیکٹ شروع کئے گئے ہیں جن پر 16 کروڑ روپے کے اخراجات آئیں گے۔ دسمبر 2013 کے اختتام تک ان پر 10.15 کروڑ روپے کے اخراجات کئے گئے ہیں ۔ شہر خاص میں HERITAGE CONSERVATION کے لئے 8 کروڑ روپے خرچ کئے جا رہے ہیں جن میں جامع مسجد علاقہ، عید گاہ اور RIVER VIEW POINT شامل ہیں۔

141-زیارت مخدوم صاحب تک ایک ROPEWAY چالو کیا جا چکا ہے۔جموں میں بھی پیرکھو سے مہامایا جنگلات سے گذرتے ہوئے شاہ باد تک ایک اور ROPEWAY تعمیر کرنے کا کام ٹھیکے پر دیا گیا ہے۔اِس پروجیکٹ پر لاگت کا اندازہ موجودہ تخمینہ کے مطابق 40 کروڑ روپے لگایا گیا ہے۔ایک اور **ROPEWAY** کُد سے پتنی ٹاپ براستہ سنگوٹ BOT بنیادوں پر نجی شعبہ کے ذریعے تعمیر ہوگا۔ماحولیاتی منظوری جو قانوناً لازمی ہے، حاصل کرنے کے لئے کاروائی کی جارہی ہے اور توقع ہے کہ اِن دونوں پروجیکٹوں کو روبہ عمل لانے کا کام عنقریب شروع کیا جائے گا۔اس کے ساتھ ساتھ رگھوناتھ بازار کو جاذبِ نظر بنانے کے لئے ایک پروجیکٹ پر عمل کیا جا رہا ہے۔سوچیت گڑھ اور ماتا سکرالا دیوی استھاپن کی ترقی سے متعلق پروجیکٹ مکمل کئے جا چکے ہیں۔ 37.39 کروڑ روپے کی لاگت سے سدھرا گالف کورس کا پہلا مرحلہ مکمل کیا گیا ہے۔

سیاحتی صنعت کے لئے ترغیبات

142-ریاست کی سیاحتی صنعت کو بڑھاوا دینے کے لئے موجودہ حکومت نے ریاست میں سیاحت سے وابستہ تمام شعبہ جات کے لئے ترغیبات کے ایک وسیع پیکج کا اعلان کیا تھا جو 31 دسمبر 2014 کو ختم ہونے جا رہا ہے۔ترغیبات کے عمل میں تواتر برقرار رکھنے کے لئے حکومت اس پیکج کو

مالی سال کے ساتھ مربوط کرنے کی تجویز رکھتی ہے اور ساتھ ہی اسے 31مارچ2015 تک توسیع دینے کی تجویز رکھتی ہے۔

143- میں نے ریسٹورانوں میں فراہم کی جانے والی اشیاء خوردنی کی مدات پر ویٹ 13.5 فیصد سے کم کر کے 5 فیصد کر دیا ہے جس کے پس پردہ سیاحت کے شعبہ اور خاطر تواضع کی صنعت کو فروغ دینے کے محرکات کارفرما ہیں۔

144-ایک اور اہم رعایت جو میں نے ہوٹلوں اور گیسٹ ہاؤسوں کو دی ہے وہ یہ ہے کہ حکومت نے کمروں سے حاصل ہونے والے کرایہ کی آمدن کو Hotel Tariff Tax سے مستثنیٰ قرار دیا تھا۔ یہ رعایت 31مارچ 2014 کو ختم ہو رہی ہے۔ ریاست میں Hospitality انڈسٹری کو مزید استحکام دینے کی غرض سے میں یہ رعایت مزید ایک سال یعنی 31مارچ 2015 تک جاری رکھنے کی تجویز رکھتا ہوں۔

بعض ضروری اشیاء پر ویٹ سے چھوٹ

145- میں بعض ضروری اشیاء جیسے آٹا، میدہ، سوجی، بیسن، دالیں، دھان اور چاول کو سال بہ سال ویٹ سے مبّرا اشیاء کی فہرست میں شامل کر رہا ہوں۔ بعض ریاستوں نے ان اشیاء کو ٹیکس کے دائرے میں لایا ہے البتہ بڑھتی قیمتوں اور ریاست کی سیاحتی نوعیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں نے ہر گذرتے سال کے ساتھ ان اشیاء کو اب تک ٹیکس دائرے سے

باہر رکھا ہے۔اس وقت یہ چھوٹ 31 مارچ 2014 کو ختم ہو رہی ہے۔اس پس منظر میں ، میں تجویز کرتا ہوں کہ ان اشیاء کو مزید ایک سال کے لئے ویٹ کے دائرے سے مبّرا رکھا جائے۔اس کو جاری رکھنے سے ٹیکس آمدن میں 250 کروڑ روپے سالانہ کے نقصان کا اندازہ ہے۔

146- ڈیلروں کی تعداد میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے اور کاروبار میں بھی زبردست اُچھال آیا ہے جن کی نسبت کمرشل ٹیکسز ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے وصول شدہ ویٹ اور دیگر ٹیکسوں میں روز افزوں بڑھتی نہج ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔اس امر کی ضرورت شدت سے محسوس کی جارہی ہے کہ محکمہ کی سرِنو شیرازہ بندی کی جائے تاکہ ہم نئے اضلاع تک محکمہ کی سرگرمیوں کو وسعت دیں، نیز ٹیکس سرکلوں کی تعداد بڑھا کر موجودہ زیر بار دفتروں میں کام کے بوجھ کو ہلکا کرسکیں۔اس reorganization کی بدولت ہم لکھن پور چیک پوسٹ کو قابلِ ٹیکس اشیاء کی درآمد کے لئے قریب قریب 24 گھنٹے کھلا رکھ سکیں گے۔یہ چیک پوسٹ ٹول سائڈ پر پہلے ہی 24x7 کی بنیاد پر کام کررہا ہے۔

انٹری ٹیکس سے استثنےٰ

147- Mega Flagship سکیموں کے لئے گلوبل ٹینڈرنگ کی بنیاد پر ٹھیکے مقرر کئے جانے کی وجہ سے، نیز ان سکیموں کے تحت پروجیکٹوں کے

لئے مشینری اور سامان کی بے روک ٹوک درآمد ممکن بنانے کے لئے ایک پالیسی کے تحت کامیاب ٹینڈر دہندگان کو Entry Tax کی ادائیگی سے کافی عرصہ سے مستثنیٰ رکھا جاتا رہا ہے۔ تاہم توقع کی جارہی تھی کہ یہ ٹھیکیدار اِن اپنے کاموں کے استعمال کے لئے مقامی طور پر دستیاب صنعتی مصنوعات اور اسی طرح کے دیگر مواد کو ترجیح دیں گے۔ ہماری یہ اُمیدیں متوقع حد تک بر نہیں آئیں۔ بلکہ اطلاعات کے مطابق یہ رعایات مقامی صنعتوں کے لئے ضرر رساں ثابت ہوئی ہیں۔ اِس صورتحال سے نمٹنے کے لئے میں انٹری ٹیکس کی ادائیگی سے استثنیٰ کے موجودہ نظام کا سرِ نو جائزہ لینے کی تجویز رکھتا ہوں۔ میں کوشش کروں گا کہ ان رعایات کا اطلاق مقامی طور پر خریدی گئی اشیاء تک محدود رکھا جائے۔ افسران کی ایک کمیٹی گذشتہ اجلاس کے دوران کئے گئے اعلان کے مطابق صنعتی ترغیبات کے مکمل پیکج کا اس وقت سرِ نو جائزہ لے رہی ہے۔ یہ کمیٹی Entry Tax سے استثنا کے معاملات کا بھی جائزہ لے کر اِس سلسلے میں مناسب اصلاحی اقدام تجویز کرے گی۔

ٹیکزیشن کے نئے اقدامات

148- اپنی تمام بجٹ تجاویز کے دوران میں نے نئے ٹیکس عائد کرنے سے گریز کیا ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے اِن کا بوجھ عام آدمی پر پڑتا ہے۔ البتہ ٹول کی شرحوں پر کئی بار اس لئے معمولی سی نظر ثانی کی گئی تا کہ افراطِ زر

سے ہونے والے اثرات کو زائل کیا جا سکے۔ چند ایک خدمات کو ٹیکس کے دائرے میں لایا گیا ہے۔تاہم جن مدّات پر وقتاً فوقتاً ٹیکس سے راحت دی گئی ہے اُن کی فہرست کہیں زیادہ طویل ہے۔

149-ان تمام برسوں کے دوران میں جس ٹیکزیشن مشق کو روبہ عمل لاتا رہا ہوں اُس کے پسِ پردہ ایک سوچا سمجھا منصوبہ کارفرما تھا جس کا واحد مقصد یہ تھا کہ ریاست کی معیشت کو نئی جہت عطا ہو اور اس کے ترقیاتی عمل میں سرعت پیدا کی جائے۔گذشتہ پانچ برسوں کے دوران یہ ٹیکزیشن منصوبہ بتدریج منظرِ عام پر لایا گیا اور اُسے روبہ عمل لانے کے لئے پیہم کوششیں کی گئیں۔اس عمل سے حاصل شدہ نتائج معزّز ممبران اور سول سوسائٹی کے سامنے ہیں۔ مثال کے طور پر میں نے معیشت میں شرحِ نمو کا مختصر تذکرہ کیا ہے جس کی بڑھوتری کا اندازہ کُل ریاستی گھریلو پیداوار ،فی کس آمدن اور ٹیکس ریونیو کی وصولیابیوں میں اضافے کے پس منظر میں لگایا گیا ہے۔

150-میں پوری طرح سے مطمئن ہوں کہ موجودہ ٹیکس ڈھانچہ ایک مستحکم سطح پر پہنچ چکا ہے جہاں اسے فی الحال اسی طرح رہنے دیا جانا چاہئے۔لہٰذا میں زور دے کر اس بات کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں امسال کسی شے یا خدمت پر موجودہ ٹیکس شرحوں میں کسی بھی تبدیلی کی تجویز نہیں

رکھتا ہوں، نہ ہی آئندہ مالی سال کے لئے کسی نئی سروس کو ٹیکس کے دائرے میں لانے کا اِرادہ رکھتا ہوں۔

بیٹی اور بھی انمول

آرائشِ گلشن ہے، چڑیوں کے چہکنے سے،
اُس گھر میں کہاں رونق، جس گھر میں نہ ہو بیٹی

151- میں نے مارچ 2011 میں ''بیٹی انمول'' کے نام سے ایک سکیم اس معزّز ایوان میں متعارف کی تھی۔اس سکیم کو معزز ممبران کی زبردست پذیرائی حاصل ہوئی تھی۔اِس سکیم میں 5000 کی مالی اعانت کی توضیح کی گئی ہے جو حکومت کی طرف سے مہیا کی جاتی ہے۔یہ رقم خطِہ افلاس سے نیچے گذر بسر کرنے والے کنبوں کی طالبات کو گیارہویں جماعت میں داخلہ لینے پر ان کے نام پر جمع کر دی جاتی ہے۔اس سکیم کا اطلاق اس وقت صرف 97 بلاکوں پر ہوتا ہے جن کو تعلیمی طور پر پسماندہ قرار دیا گیا ہے۔

152- میں آئندہ مالی سال سے مالی امداد کی یہ رقم 5000 روپے سے بڑھا کر 10,000 روپے کر دینے کی تجویز رکھتا ہوں۔اس کے علاوہ میں خطِہ افلاس سے نیچے گذر بسر کرنے والے کنبوں کی ایسی طالبات کے

لئے ریاست کے تمام بلاکوں کو اس سکیم کے دائرے میں لانے کی تجویز رکھتا ہوں۔

153- جموں و کشمیر وومنز ڈیولپمنٹ کارپوریشن نے لڑکیوں اور خواتین کے سیلف ہیلپ گروپ قائم کئے ہیں جو شری ماتا ویشنو دیوی جی کے استھاپن کے یاتریوں کے لئے جوٹ بیگ تیار کرتے ہیں۔اس کارپوریشن نے دوسرے شعبوں میں بھی اس قسم کے سیلف ہیلپ گروپ تشکیل دینے کی حوصلہ افزائی کی ہے۔تمام اضلاع میں اس سرگرمی کو بڑے پیمانے پر توسیع دینے کے لئے میں کارپوریشن کو مرحلہ بندطریقے سے 3.50 کروڑ روپے مہیا کرنے کی تجویز رکھتا ہوں تا کہ ہر ضلع میں 100 سیلف ہیلپ گروپ قائم کئے جائیں،جن کے دائرے میں کُل ملا کر 44,000 ہزار خواتین آئیں گی۔

خسارہ پر چلنے والی پبلک سیکٹر انٹر پرائز ز کے لئے ایک جراءت مندانہ اقدام

154- میں نے ریاستی پبلک سیکٹر انٹر پرائز ز کی کارکردگی میں بہتری لانے کے لئے حکومت کی کوششوں کا ذکر کیا ہے۔خسارے پر چل رہی اکثر پبلک سیکٹر انٹر پرائز ز حکومت کی سالانہ بجٹ معاونت سے اب تک زندہ ہیں۔اور یہ معاونت اُن کو قرضہ کی شکل میں مہیا کی جاتی ہے۔چونکہ ان

انٹر پرائزز کے پاس قرضے چکانے کی سکت نہیں ہے لہذا ان کے بیلنس شیٹ میں اصل زر اور اُس پر سود کی شکل میں بھاری رقومات Liabilities کے طور پر جمع ہو گئی ہیں۔ چونکہ ان پبلک سیکٹر انٹر پرائزز کے آڈٹ شدہ حسابات ابھی تک مکمل نہیں کیئے گئے ہیں، اس کی وجہ سے ان Liabilities کے اصل صورتحال کا تعین نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں کی گئی ایک مشق کے مطابق اغلب ہے کہ ایسی Liabilities 2 ہزار کروڑ روپے سے تجاوز کر چکی ہوں گی۔

155- ان پبلک سیکٹر انٹر پرائزز میں نئی روح پھونکنے کی غرض سے، میں اِن کو ایک بار اِن قرضوں سے نجات دلانا چاہتا ہوں۔ اور اس مقصد کے لئے ان Liabilities کو معاف کرنے کی تجویز رکھتا ہوں۔ اِسی طرح تجویز پیش کی جاتی ہے کہ مناسب جانچ پڑتال کے بعد منصوبہ جاتی قرضوں کو Equity Capital میں تبدیل کیا جائے۔ جب ایک بار یہ پبلک سیکٹر انٹر پرائزز اُن تمام Liabilties سے چھٹکارا حاصل کر لیں گی تو اس بات کا قوی امکان ہے کہ وہ بہتری کی طرف اپنا پورا دھیان مرکوز کرنے کی اہل ہو جائیں گی۔

عمر رسیدہ بہادر سپاہیوں کو سلام

156- ہمارے جیالے War veterans کو اس وقت حکومت کی جانب سے 1500 روپے ماہانہ مشاہرہ ملتے ہیں، میں اس مالی اعانت کی

شرح کو بڑھا کر 3000 ہزار روپے کر دینے کی تجویز رکھتا ہوں۔ لہذا اس مقصد کے لئے آئندہ مالی سال کے لئے بجٹ تخمینہ جات میں 2.30 کروڑ روپے مختص کرنے کی تجویز ہے۔

مصائب زدوں کو امداد

157- حکومت نے اُن بدنصیب اشخاص بشمول یتیم بچوں کی نشاندہی کی ہے جنہیں طبّی معائنہ کے بعد HIV / AIDS کے مرض میں مبتلا قرار دیا گیا ہے۔ اس وقت اُن کو حکومت کی طرف سے کوئی امداد حاصل نہیں ہوتی ہے۔ لہذا میں اس طرح کی امداد کیلئے پہل کرتے ہوئے رواں مالی سال سے ہی 1.40 کروڑ روپے کی رقم مختص رکھنے کی تجویز رکھتا ہوں تا کہ ایسے اشخاص کو مالی معاونت فراہم کی جا سکے۔

158- میں **CANCER TREATMENT AND MANAGMENT FUND** کیلئے دو کروڑ روپے بطور **GRANT-IN-AID** مہیا کرنے کی تجویز رکھتا ہوں۔ یہ فنڈ کینسر میں مبتلا ضرورت مندوں اور مفلوک الحال مریضوں کی مخلصانہ طور پر اعانت کرتا ہے۔

نوجوانوں کے لئے مزید اقدام

159- SKEWPY کا ایک اہم پہلو DISTRICT EMPLOYMENT AND COUNSELLING CENTRES ہیں۔ پروگرام کے آغاز

سے ہی حکومت نے تمام اضلاع میں DISTRICT EMPLOYMENT AND COUNSELLING CENTRES کی عمارات تعمیر کرنے کے لئے مطلوبہ رقوم منظور کی تھیں۔حکومت ان ہی عمارتوں سے SKEWPY دستاویز میں شامل Conceptual Plan کے مطابق اپنے تعلیم یافتہ بیروزگار نوجوانوں کے لئے روزگار کے لئے رہبری، پروگرام کے بارے میں بیداری تربیتی اور معاونتی پروگرام شروع کرنے کا اِرادہ رکھتی ہے۔

160- دریں اثنا تقریباً 57,000 نوجوانوں کو سرکاری ملازمتوں میں بھرتی کیا گیا ہے جو موجودہ حکومت کی کارکردگی کا ایک اہم سنگِ میل ہے۔13,000 مزید نوجوانوں کو آئندہ تقریباً دو مہینوں کے اندر بھرتی کرنے کی توقع ہے۔اس کے علاوہ بہت سی اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں جو بھرتی ایجنسیوں کو پہلے ہی ریفر کی جا چکی ہیں ۔اس طرح آئندہ مالی سال کے ختم ہونے تک سرکاری ملازمتوں میں ایک لاکھ نوجوانوں کو بھرتی کرنے کا ہدف نہ صرف پورا ہونے بلکہ بڑھ جانے کی اُمید ہے۔

کشمیری مائیگرینٹوں کی واپسی

161- میری یہ تقریر تشنۂ تکمیل رہے گی اگر اس موقعہ پر میں اپنے کشمیری پنڈت بھائیوں اور بہنوں کا ذکر نہ کروں جن کے بغیر وادی کشمیر میں وتستا اور جہلم

کا مشترکہ تمدن قطعی طور نا مکمل ہے۔عزت اور وقار کے ساتھ ان کی بحفاظت واپسی کے لئے ہم انتھک کوششیں کر رہے ہیں اور ہم اپنی یہ کوششیں برابر جاری رکھیں گے۔میں نے ان کی کشمیر واپسی سے وابستہ پروگرام کے لئے رواں سال کے نظر ثانی شدہ تخمینہ جات میں 67 کروڑ روپے اور آئندہ سال کے بجٹ تخمینہ جات میں 69 کروڑ روپے مختص کئے ہیں ۔ایک عبوری اقدام کے طور پر حکومت نے بتدریج بہت سی نئ آسامیاں معرضِ وجود میں لائی ہیں جن پر صرف کشمیری پنڈت فرقے کے نوجوانوں کی خصوصی بھرتی عمل میں لائی گئی ہے تا کہ وہ وادی کشمیر میں ملازمت کرتے ہوئے وہاں کے موجودہ حالات سے مانوس ہو جائیں۔مستقبل قریب میں ایسی اور آسامیوں کو پُر کرنے کی تجویز ہے۔

162-دریں اثنا میں نے آئندہ سال کے بجٹ تخمینہ جات میں مائیگرینٹ ملازمین کی تنخواہوں کے لئے 183.24 کروڑ روپے اور دیگر مائیگرینٹ کُنبوں کی مالی اعانت کے لئے 141 کروڑ روپے مخصوص رکھے ہیں۔میں نے کچھ وقت پہلے مائیگرینٹ کُنبوں کے لئے میڈیکل انشورنس سکیم تجویز کی تھی مگر اس سکیم کو ابھی تک قبولیت کا شرف حاصل نہیں ہوا۔تاہم اس غرض کے لئے میری طرف سے مالی اعانت کی پیشکش آئندہ بھی کھلی رہے گی۔سال کے دوران بھی اس مقصد کے لئے مطلوبہ رقوم تلاش کرنا میرے لئے کوئی مسئلہ نہ ہوگا۔دریں اثنا میں

اگلے سال کے بجٹ میں اس مقصد کے لئے 8 کروڑ روپے مختص کرنے کی تجویز رکھتا ہوں۔

اختتامیہ

163- میں نے آغاز میں کہا تھا کہ متواتر چھ (6) گورنمنٹ بجٹ پیش کرنا بجائے خود ایک اعزاز ہے۔تاہم تعداد کے بجائے بجٹ اقدام کے معیار اور اثر پذیری اس سے زیادہ اہم ہیں۔جن کی وجہ سے اس دوران میں ریاست کے مالی انتظام و انصرام پر دیرپا اثرات قائم ہوئے ہیں ۔ ہماری سوچ میں قول کے بجائے فعل کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ایک صحیح نقاد ہی اس نکتے کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔اور مالی انتظام وانصرام کے حوالے سے ریاست کی کارکردگی کو صحیح تنقید کرنے کے لئے پرنسپل اکاؤنٹ جنرل ، بھارت کا منصوبہ ساز کمیشن ،آل انڈیا سٹیٹ منسٹرس ایمپاورڈ کمیٹی ،نیشنل فائنانس کمیشن اور مرکزی وزارتِ مالیات سے بہتر نقاد کون ہوسکتا ہے جنھوں نے بیک زبان ان تمام شعبوں میں ریاست کی نمایاں کارکردگی کی سراہنا کی ہے۔مجھے یقین واثق ہے کہ اس معزّز ایوان کے آنریبل ممبران کی اکثریت میرے ساتھ اتفاق کرے گی ۔اور تو اور ،اس ایوان میں حزبِ مخالف کے آنریبل ممبران بھی ان مذکورہ اداروں کی متفقہ رائے کو چاہے برسرِ عام تسلیم نہ بھی کریں تو بھی اِسے نظر انداز کرنا اُن کے لئے مشکل ہوگا۔

164-ان معروضات کے بعد اس بات کا اعادہ کرنا چاہوں گا کہ جہاں تک ریاست کی بہبودی کے عظیم مقصد کو حاصل کرنے کا سوال ہے ہم پوری شدومد کے ساتھ نئے تجربات اور طور طریقوں کو عمل میں لاتے رہیں گے اور ریاست کو امن، ترقی اور خوشحالی کی راہ پر گامزن کرنے کے لئے اپنے عزم پر ثابت قدمی سے قائم رہیں گے۔

مقاصد نیک ہوں، ہمّت ہو، رستے کا تعّین ہو،

تو پھر دشواریٔ منزل بہت آسان ہوتی ہے

165- ان گذارشات کے ساتھ میں مالی گوشوارہ برائے سال 2014-15 اس معزّز ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔